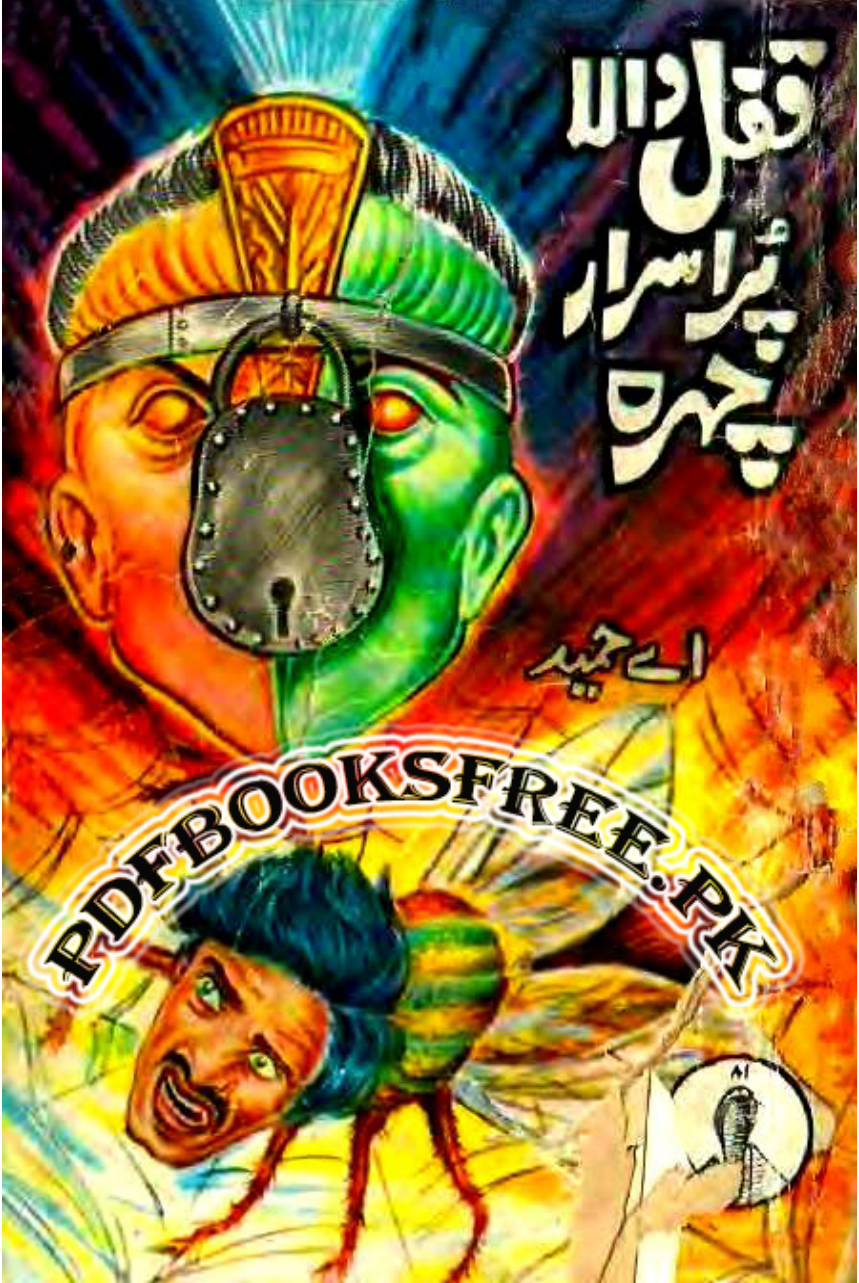
قفل والا پُراسرار چہرہ

اے حمید

PDFBOOKSFREE.PK



COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK



ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

قفل والا پُراسرار چہرہ

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیتل کا خطرناک سانپ

پھنکار کی آواز سن کر ناگ وہیں رُک گیا۔
اسے مکہ نفرتی کی روح کا فقرہ یاد آگیا کہ سامری نے
یں ہلاک کرنے کے لیے پیتل کا طلسمی سانپ چھوڑ رکھا ہے
یہ پھنکار پیتل کے طلسمی سانپ کی تھی۔ کیوں کہ دنیا کا کوئی
عام زندہ سانپ ایسا نہ تھا جو ناگ پر حملہ کرنے کی ہمت
کرتا۔ یہ ایک بے جان پیتل کا سانپ تھا مگر اس میں
ایسا طلسم پھونک دیا گیا تھا کہ وہ زندہ سانپ سے زیادہ
خطرناک ہو گیا تھا۔ صحرا میں جس جگہ ناگ کھڑا تھا وہاں
چھوٹے چھوٹے ریت کے ٹیلے تھے۔ ناگ نے گہرا سانس
لیا اور ایک پل میں سفید باز بن کر ٹیلوں کے اُوپر منڈلانے
اس نے دیکھا کہ ایک ٹیلے کے پیچھے سے پیتل کا ایک
لمبا سانپ نکل کر باہر آیا اور ناگ کی طرف منہ اٹھا
اور نے لگا۔ اس کے منہ سے آگ کے نیلے رنگ
شعلے نکل رہے تھے۔ پھر اچانک سانپ کے پَر
ے اور اس نے ہوا میں اڑاری مار دی۔ ناگ گھبرا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا میں تیزی سے ایک طرف کو گھوما اور آسمان میں غوطہ لگا کر بہت بلندی پر چلا گیا۔ شاید ہوا میں اتنی بلندی پر طلسمی سانپ کا طلسم کام نہیں کرتا تھا۔ وہ اوپر نہیں آ رہا تھا اور نیچے ہی نیچے ایک خاص بلندی پر اڑتے ہوئے ناگ کو دیکھ کر پھنکار رہا تھا۔

ناگ فضا میں ہی اڑتے اڑتے بہت دُور نکل گیا اور پھر اس جگہ زمین پر اُتر آیا جہاں آج کل مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں ابوالہول کا مجسمہ بنا ہوا ہے۔ اس زمانے میں یہاں ابھی ابوالہول کا بت نہیں بنا تھا اور اس جگہ ایک ریت کا ایک اونچا ٹیلا ہوا کرتا تھا جو پتھر کی طرح سخت ہو گیا ہوا تھا اور جہاں کئی جگہوں پر پتھروں کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔

ناگ ان پتھروں کے ایک ڈھیر سے ذرا ہٹ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ابھی انسانی شکل نہیں بدلی تھی۔ کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے۔ پیتل کا طلسمی سانپ اس کا پیچھا کرتا یہاں بھی پہنچ جائے۔ وہ غور کر رہا تھا کہ اسے اب کیا چال چلنی چاہیے کہ اس طلسمی سانپ کو دھوکہ دے کر وہ کسی طرح فرعون کے شاہی محل میں پہنچ جائے۔ اب صحرا میں رات کا اندھیرا بھی پھیلنے لگا تھا۔ تھیبز شہر کی پرانی فصیل کے دروازوں پر مشعلیں روشن کر دی گئی تھیں جو دور سے ستاروں کی طرح جھلملا رہی تھیں۔ ناگ نے شاہی محل کی طرف نگاہ اُٹھائی جو شہر کے درمیان میں تھا اور جس کے اونچے میناروں میں فانوس روشن ہو گئے تھے۔

ناگ کچھ دیر اور وہاں بیٹھا غور کرتا رہا اور اس کے ارد گرد صحرا میں اندھیرا پھیل گیا اور آسمان پر ستارے نکل آئے۔ وہ اُڑ کر شاہی محل کی طرف جانے ہی والا تھا کہ اسے کسی عورت کے کراہنے کی آواز آئی۔ ناگ نے اندھیرے میں چاروں طرف دیکھا۔ وہ اندھیرے میں بالکل صاف نہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کے آس پاس کوئی عورت نہیں تھی۔ آواز تھوڑی تھوڑی دیر بعد آ رہی تھی اور بڑی ڈراؤنی تھی۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ اس نے گہرا سانس لیا اور اپنی اصلی شکل میں آ گیا۔ اب اسے آواز اپنے قریب سے آتی محسوس ہوئی تھی۔ اس نے کان لگا کر سُنا۔ عورت کی آواز میں اور ایسا لگتا تھا کہ وہ ہولے ہولے سسکیاں بھر رہی ہے۔ وہ قدیم مصری زبان میں کہہ رہی تھی،

"مجھے آزاد کر دو۔ رب شمس! مجھے آزاد کر دو۔"

وہ کمزور سی تھوڑی دیر بعد بار بار یہی جملہ دہرا رہی تھی۔ ناگ نے اُٹھ کر غور سے پتھروں کو دیکھا تو اسے لگا کہ آواز ایک جگہ پتھر کے ایک ڈھیر کے نیچے سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ رہی ہے۔ پھر اسے دور سے روشنی نظر آئی جو اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ناگ نے فوراً سانس کھینچ کر اپنی شکل تبدیل کر لی اور وہ کالی چڑیا بن کر ایک طرف پتھروں کے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس ٹیلے کی طرف یہ کون آ رہا ہے۔

چند سیکنڈ کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک اُونچے قد کا دُبلا پتلا آدمی جس نے نیلی چادر میں جسم لپیٹ رکھا تھا اور جس کے سر کے بال منڈے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں مشعل لیے پتھروں کے اس ڈھیر کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا جس کے نیچے سے ناگ کو عورت کی آواز سنائی دی تھی۔ یہ کوئی مصری کاہن تھا۔ ناگ کاہنوں کے لباس اور شکل سے انہیں پہچان لیتا تھا۔

کاہن نے مشعل ایک طرف پتھروں میں کھڑی کر دی اور چادر کے اندر سے لوہے کی ایک تکون نکال کر اسے پتھروں پر رکھا اور منتر پڑھنے لگا۔ زمین کے اندر سے عورت کی آواز آنی بند ہو گئی۔ پھر ایک دم سے اس عورت کی ایک بھیانک چیخ زمین کے اندر سے بلند ہوئی اور اس نے کہا:

"مجھے آگ نہ لگاؤ۔ مجھے آگ نہ لگاؤ
مجھے معاف کر دے اے رب شمس! مجھے آگ

نہ لگاؤ۔"

کاہن نے کہا:

"جب تک چالیس دن کے بعد میرا طلسمی عمل ختم نہیں ہو گا۔ میں تیری روح کو اسی طرح آگ میں جلاتا رہوں گا۔ چالیسویں روز تجھے قبر سے باہر نکل کر بتانا ہو گا کہ فرعون کفرودتی کا خزانہ کس جگہ دفن ہے۔"

قبر سے عورت کی درد بھری چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔

"مجھے نہ جلاؤ۔ مجھے آگ سے باہر نکالو۔ مجھے خزانے کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ مجھے آگ نہ لگاؤ۔"

کاہن بولا:

"سن اے بدنصیب عورت کی روح! چالیس روز کے بعد شیطان تجھے خزانے کے بارے میں آ کر بتا دے گا۔ پھر تو اس کا راز مجھے بتا دے گی — اور اس کے بعد ہمیشہ کے لیے تیری قبر میں آگ بھر دی جائے گی۔ کیوں کہ تو ایک گناہ گار عورت تھی۔ تو نے خودکشی کی تھی۔"

پتھروں کی قبر کے نیچے بدنصیب عورت کی روح چیخیں بلند کرتی رہی اور کاہن اپنا عمل پڑھتا رہا پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس نے عمل بند کر دیا اور لوہے کی نیکون اُٹھا کر مشعل ہاتھ میں تھام کر واپس روانہ ہو گیا۔

جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ناگ دوبارا انسانی شکل میں آ کر قبر کے پاس آیا۔ اب کسی کسی وقت عورت کے کراہنے کی آواز آ جاتی تھی۔ ناگ نے پتھروں کو ہٹانا شروع کر دیا۔ کافی پتھر ہٹانے کے بعد اسے قبر کا اندر کا حصہ نظر آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت کی لاش پتھریلے فرش پر پڑی ہے اور اس کے اردگرد آگ کے سرخ انگارے دہک رہے ہیں۔ عورت کا چہرہ آگ سے سرخ ہو رہا ہے اور اس کے جسم سے دھواں اُٹھ رہا ہے۔ یہ ایک مُردہ عورت کی لاش تھی اور اس کی ہڈیوں پر سے گوشت جگہ جگہ سے جل کر سیاہ ہو چکا تھا۔

ناگ نے اسے آواز دے کر کہا:

"میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں بہن؟"

عورت کی لاش کانپی، لاش کے چہرے نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ ان آنکھوں میں پلکوں کے پیچھے ڈیلے نہیں تھے بلکہ تاریک سوراخ تھے۔ عورت کی لاش کے منہ کا گوشت بھی جلا ہوا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا:

"تو نے مجھ گناہگار کو اپنی بہن کہا ہے۔ اے

نیک دل بھائی! مجھ پر رحم کر۔"

ناگ نے کہا:

"تو کون ہے اور میں تیرے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

لاش نے کہا:

"میرا نام ماریتی ہے۔ میں ایک کاہن کی بیٹی تھی میرے باپ نے مجھے ایک بدشکل ظالم اور بوڑھے شخص کے ساتھ بیاہ دیا اور میں نے اس کے ظلم سے تنگ آ کر خودکشی کر لی۔ رواج کے مطابق مجھے شہر کے قبرستان سے باہر اجاڑ جگہ پر دفن کر دیا گیا۔ میں پہلے ہی عذاب میں تھی کہ اس کاہن نے مجھ پر طلسم کا عمل شروع کر دیا۔ اب یہ ہر ہفتے کی رات کو آتا ہے اور اپنا عمل پڑھتا ہے اور میری قبر میں آگ بھر کر چلا جاتا ہے۔ رب شمس تم پر مہربان ہو۔ مجھے اس کاہن کے ظلم سے نجات دلاؤ۔"

ناگ نے پوچھا:

"میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں میری بہن!"

لاش نے کہا:

"اس کاہن نے میری قبر کے اوپر بائیں طرف جادو کی ایک میخ ٹھونک کر میری روح کو اس قبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں قید کر رکھا ہے۔ اگر تم وہ میخ اکھاڑ کر پھینک دو تو میری روح آزاد ہو جائے گی اور مجھے اس جہنمی قبر کی آگ سے نجات مل جائے گی۔"

ناگ بولا:

"یہ میں ابھی کیے دیتا ہوں بہن!"

ناگ جلدی سے قبر میں سے نکل کر باہر آیا۔ اس نے بائیں جانب دیکھا کہ ایک جگہ پتھروں کے درمیان سخت زمین میں قبر کے سرہانے کی طرف ایک لوہے کی موٹی میخ ٹھکی ہوئی تھی۔ ناگ نے میخ کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ میخ کا باہر نکلنا تھا کہ قبر کے اندر کی آگ ایک دم سے بجھ گئی اور قبر میں سے فوراً ہی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے آنا شروع ہو گئے۔ ناگ نے قبر میں اُتر کر دیکھا کہ عورت کی لاش غائب تھی اور آگ کی جگہ وہاں پھول ہی پھول بکھرے ہوئے تھے۔ ناگ نے غور سے دیکھا تو اسے ایک جگہ قبر کے اندر ایک کھڑکی نظر آئی جو کھلی ہوئی تھی۔ اس کھڑکی میں سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں اور روشنی بھی ہو رہی تھی۔ ناگ کھڑکی میں سے دوسری طرف کُود گیا۔

کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک حسین باغ ہے جس میں کنول کے پھول جگہ جگہ کھلے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا خوشبو اڑاتی چل رہی ہے۔ درختوں پر پرندے گا رہے

ہیں۔ فضا نیلی نیلی ہے اور یاقوت کے فواروں میں سے چاندی ایسا پانی اچھل رہا ہے۔ ناگ اس باغ میں آ کر حیران سا رہ گیا۔ اسے یوں لگ رہا تھا۔ جیسے وہ کسی جنت میں آ گیا ہے۔ درخت پھلوں سے لدے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ایک عورت بال کھولے سونے کے ایک تخت پر بیٹھی ہے اور کنیزیں اس کو چاندی کے پنکھوں سے ہوا کر رہی ہیں۔

ناگ قریب آیا تو اس نے عورت کو پہچان لیا۔ یہ وہی عورت تھی جو ابھی تھوڑی دیر پہلے قبر میں آگ کے انگاروں کے درمیان لیٹی ہوئی تھی اور آنسو بہا رہی تھی۔ اس عورت نے ناگ کو دیکھا تو مسکرائی اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر ناگ کا ہاتھ لے کر چوما اور بولی:

"میرے نیک دل بھائی! تم نے مجھے ظالم کاہن کے طلسم سے نجات دلائی۔ اب میں جنت میں ہوں اور خدا نے میرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ بتاؤ اب میں تمہارے لیے کیا کر سکتی ہوں؟"

ناگ نے کہا:

"میں اپنی بہن اور بھائی عنبر ماریا کی تلاش میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں آیا ہوں۔"

عورت نے مسکرا کر کہا:

"میں جانتی ہوں۔"

ناگ بولا:

"اگر تم سب کچھ جانتی ہو تو مجھے بتاؤ کہ عنبر ماریا اس وقت کہاں ہیں؟ کس حال میں ہیں اور میں ان کے پاس کس طرح پہنچ سکتا ہوں۔"

عورت نے کہا:

"ناگ! میں غیب کا حال نہیں بتا سکتی۔ اس کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ ہاں میں تمہاری صرف اتنی مدد کر سکتی ہوں کہ دنیا کے کالے شیطانی جادو کا توڑ نہیں دنیا ہی میں بتا دوں۔ کیوں کہ یہاں جنت میں جادو ٹونا اور کالا جادو کرنے والے داخل نہیں ہو سکتے تمہیں بھی یہاں سے بہت جلد نکل جانا چاہیے۔"

ناگ بولا:

"تم میری کیا مدد کر سکتی ہو بہن؟"

عورت بولی:

"تم نے مجھے کاہن کے آتشی جادو سے بچایا ہے تمہاری مدد کرنا اب میرا فرض ہو گیا ہے۔

سنو! اس ٹیلے سے اتر کر تم فرعونوں کے شاہی اور سب سے پرانے قبرستان میں چلے جاؤ۔ اس قبرستان میں شاہی خاندان کے لوگ دفن ہیں۔ یہاں تمہیں انجیروں کے درخت کے نیچے ایک کالے پتھر والی قبر ملے گی جس کے پتھر کی سل ایک طرف کو جھکی ہوئی ہے۔ اس قبر کو کھودو گے تو اندر سے ایک تابوت نکلے گا۔ اس تابوت میں تمہیں جو کچھ نظر آئے گا اس سے خوف مت کھانا اور اس تابوت میں ہی ایک پرچہ پڑا ہو گا جس پر قدیم مصری زبان میں وہ کچھ لکھا ہو گا جو تمہیں بتا دے گا کہ آگے تمہیں کیا کرنا ہے۔ اب تم جاؤ۔ کیوں کہ تم بھی طلسم کرتے ہو اور طلسم کے ماتحت ہو اس لیے زیادہ دیر جنت میں نہیں رُک سکتے۔"

ناگ نے جنت کی اس عورت کا شکریہ ادا کیا اور جنت کی کھڑکی میں سے نکل کر قبر میں آ گیا۔ قبر سے باہر نکلتے ہوئے اس نے نگاہ پھیر کر دیکھا تو جنت کی کھڑکی غائب ہو چکی تھی۔

ناگ قبر سے نکل کر شاہی قبرستان کی طرف چل پڑا۔ یہ قبرستان بہت پرانا تھا اور ناگ عنبر ماریا یہاں اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے پہلے بھی آ چکے تھے۔ جیسا کہ آپ دوستوں نے پچھلی قسطوں میں پڑھا ہو گا۔

ہر طرف گھپ اندھیرا تھا۔ شاہی قدیم قبرستان کی دیوار بہت اونچی تھی اور اس پر جنگلی بیلیں سانپوں کی طرح چڑھی ہوئی تھیں۔ قبرستان کے محراب دار شکستہ دروازے پر اتنی جنگلی بیلیں لٹک رہی تھیں کہ اندر جانے کا راستہ بند ہو گیا ہوا تھا۔ ناگ نے بڑی مشکل سے جنگلی بیلوں کو پرے پرے ہٹا کر راستہ بنایا اور قبرستان میں داخل ہو گیا۔ یہاں سچ مچ موت کی خاموشی چھائی ہوئی تھی اور اتنا گہرا سیاہ اندھیرا تھا کہ ناگ کو بھی دیکھنے میں دقت ہو رہی تھی۔ یہ ہزار برس پہلے کے شاہی خاندان والوں کا قبرستان تھا اور اب یہاں شاہی خاندان کے کسی مُردے کو دفن نہیں کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ قبرستان کئی برسوں سے ویران پڑا تھا۔ قبروں کے کتبے اور پتھر گر چکے تھے۔ قبروں میں سوراخ ہو گئے تھے۔ اینٹ پتھر اکھڑ چکے تھے۔ قبروں پر اور ان کے درمیان سے ہو کر گزرنے والے راستوں پر لمبی لمبی جنگلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔

ناگ اس ویران قبرستان کے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑے دیکھتا ہوا چل رہا تھا اور انجیر کے درخت کی

تلاش میں تھا۔ آخر کافی کوشش کے بعد اسے ایک جگہ انجیر کا درخت نظر آ گیا۔ اس نے درخت کے قریب آ کر دیکھا کہ اس کے سائے میں ایک قبر بنی ہوئی ہے جس کے پتھر کی سل ایک طرف کو جھک گئی ہے۔ یہی وہ قبر تھی جس کے بارے میں جنت کی عورت نے بتایا تھا۔

ناگ نے قبر کا پتھر ایک طرف کھسکایا اور بھربھری مٹی اور خشک پتھروں کو پرے ہٹانے لگا۔ قبر کی مٹی بڑی بھربھری تھی اور پتھر اکھڑے اکھڑے سے تھے۔ قبر کا سوراخ ذرا گہرا اور چوڑا ہوا تو اس کے اندر ایک تابوت دکھائی دیا۔ اس تابوت کا رنگ بھورا ہو کر جل سا گیا تھا۔ تابوت کے اوپر مٹی پتھر پڑے ہوئے تھے۔ ناگ نے مٹی اور پتھر پرے ہٹائے اور اس کا ڈھکنا زور لگا کر کھول دیا۔ چرچراہٹ کی آواز کے ساتھ ڈھکنا کھلا تو ایک بار تو ناگ ایسا آدمی بھی ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔

تابوت کے اندر ایک بہت بڑی سوجی ہوئی آنکھ پڑی تھی جس کے سبز ڈیلے میں گہرا سوراخ تھا اور اندر پانی بھرا ہوا تھا۔ اس پانی میں گول سر والا ایک تینددا تیر رہا تھا اور اپنے بارہ ہاتھ آنکھ سے باہر نکال کر لہراتے ہوئے ناگ کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے دیکھا کہ اس آنکھ کے پاس ہی تابوت میں ایک چمڑے کا ٹکڑا تہہ کر کے پڑا تھا۔ یہی وہ کاغذ تھا جس کے لیے اس عورت نے ناگ کو یہاں بھیجا تھا۔

تیندوے کے بازو اتنی تیزی سے لہرا رہے تھے کہ ناگ کو لگتا تھا وہ اسے ابھی اپنی گرفت میں جکڑ کر ہلاک کر ڈالیں گے۔ مگر ناگ کو عورت کا فقرا یاد آگیا کہ ڈرنا مت اور کاغذ کو اٹھا لینا۔

ناگ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر چمڑے کا تہہ کیا ہوا ٹکڑا اٹھا لیا۔ اس کے اٹھاتے ہی تیندوے کے منہ سے ایک تیز خوف ناک آواز نکلی اور وہ ڈبلے کے پانی میں زور زور سے تڑپنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ابھی ڈبلے میں سے اچھل کر باہر نکل آئے گا۔

ناگ نے جلدی سے تابوت کا ڈھکنا گرا کر اسے بند کر دیا۔

ناگ تہہ کیے ہوئے چمڑے کے تعویذ کو لے کر قبرستان سے باہر نکل آیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بدروحوں کی چیخیں اس کا پیچھا کر رہی ہیں۔ باہر آتے ہی یہ آوازیں بند ہو گئیں۔ ناگ تیز تیز قدموں سے چل کر کھلے صحرا میں آگیا۔ یہاں ستاروں کی روشنی میں اس نے چمڑے کے تعویذ کو کھول کر دیکھا۔

چمڑے کے چرمرے کیے ہوئے ٹکڑے کے اوپر پرانی مصری زبان میں لکھا تھا۔

— یہ طلسم ہے جو سامری جادوگر کے طلسم کو توڑ ڈالے گا۔ خبردار — اس کو صرف وہی کھولے جو سانپ ہو مگر انسان کی شکل میں ہزاروں سال سے زندہ ہو — اے وہ شخص جو سانپ ہے — اگر یہ چمڑے کا طلسمی راز کا ٹکڑا تیرے ہاتھ میں ہے تو یہاں سے سو قدم اس طرف جدھر سورج طلوع ہوتا ہے چل کر جا اور تمہیں ایک پتھر کا سیاہ مینار ملے گا اس کے نیچے ایک مرتبان دفن ہو گا اس کو کھول کر آگے کا حال تمہیں مرتبان میں ملے گا۔

ناگ یہ طلسمی راز کی تحریر پڑھ کر بڑا خوش ہوا۔ یہ تحریر تو اسی کے لیے لکھی گئی تھی۔ وہ خود سانپ تھا اور ہزاروں سال سے زندہ تھا۔ وہ سو قدم چل کر مشرق کی طرف گیا۔ اندھیرے میں اسے وہاں ایک سیاہ مینارہ دکھائی دیا۔ اس کے قدموں میں ناگ نے مٹی ہٹائی تو نیچے ایک مرتبان نکل آیا جو آج کے تنور جتنا بڑا تھا۔ اس پر ڈھکنا رکھا ہوا تھا۔

ناگ نے ڈھکنا اٹھا دیا

ناگ نے دیکھا کہ مرتبان میں ایک عجیب و غریب اور دہشت ناک انسان کا کٹا ہوا سر پڑا تھا۔ یہ سر ایسا تھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی گردن بالکل نہیں تھی۔ آنکھوں کی جگہ دو سفید ڈیلے باہر کو نکلے ہوئے تھے اور سر کھوپڑی کی طرح سفید تھا۔ ماتھے اور کھوپڑی کو لوہے کے ایک چوڑے پترے نے جکڑا ہوا تھا اور دونوں آنکھوں کے درمیان لوہے کا زنگ بھرا تالا لٹکا ہوا تھا جو بند تھا۔ اس کے گالوں میں بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے تھے۔ ناگ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس دہشت ناک کٹے ہوئے سر کو باہر نکالے یا وہیں رہنے دے۔ اس کی نظر پاس ہی رکھی ایک ڈبیا پر گئی۔ ڈبیا چاندی کی تھی۔ اس پر ایک اُلو کی شکل بنی ہوئی تھی۔ ناگ نے ڈبیا کھولی تو اس میں ایک چابی رکھی تھی۔

ناگ نے چابی ہاتھ میں لے لی اور سوچنے لگا کہ یہ چابی کٹے سر کے منہ پر لگے تالے کو لگائے کہ نہ لگائے۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ ڈبیا کے اندر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ناگ نے تاروں کی روشنی میں اسے پڑھا تو اس پر لکھا تھا۔

"اگر تم سانپ ہو اور انسان کے روپ میں ہو تو اس چابی کی مدد سے کٹے ہوئے روشنک بھوت کا تالا کھول ڈالو"

ناگ نے کٹے ہوئے سر کے منہ اور ناک کے آگے لگے ہوئے تالے کو چابی لگا کر کھول دیا۔ تالا کھلتے ہی

ناگ نے دیکھا کہ کٹے ہوئے سر کے منہ اور ناک کی جگہ پر ایک گول سیاہ سوراخ ہے۔ اسے ایک خوفناک ہوئی آواز آئی:

"اے سانپ! میرا نام روشنک بھوت ہے۔ میں پانچ ہزار سال سے اس مرتبان میں بند ہوں اور میں نے کسی سے بات نہیں کی۔ تو نے مجھے آزاد کیا ہے۔ میں تجھے سامری جادو سے آزاد کرتا ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو تمہیں میرے کٹے ہوئے سر کی جگہ ایک انگوٹھی پڑی ملے گی۔ تو اس انگوٹھی کو پہن کر سامری جادوگر کے سامنے بھی جاؤ گے تو تم پر اس کے جادو کا کوئی اثر نہیں ہو گا۔

ناگ اس سے کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ روشنک بھوت کا کٹا ہوا سر غائب ہو گیا۔ چابی اور چاندی کی ڈبیا بھی ناگ کے ہاتھ سے غائب ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا کہ مرتبان کے اندر چاندی کی ایک سفید انگوٹھی چمک رہی تھی۔ ناگ نے جلدی سے وہ انگوٹھی اٹھا کر اپنی انگلی میں پہن لی۔ اسے یقین تھا کہ اب سامری جادوگر کا طلسم اس پر کچھ اثر نہیں کر سکے گا۔ وہ شاہی محل کی طرف صحرا میں چلنے لگا۔ ابھی وہ صحرا میں ہی تھا اور شاہی محل دُور تھا اور اچانک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بجائی رات کے سناٹے میں پیتل کے طلسمی سانپ کی پھنکار سنائی دی۔

سامری جادوگر کا چھوڑا ہوا پیتل کا سانپ اس پر حملہ کرنے کے لیے آگیا تھا۔ مگر ناگ نے اپنا روپ نہ بدلا۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ ریت کے ایک ٹیلے کی طرف سے پیتل کا طلسمی سانپ بل کھاتا، پھنکارتا، اپنی دو شاخہ زبان بار بار باہر نکالتا ناگ کی طرف بڑھا، ناگ نے کوئی حرکت نہ کی۔ طلسمی سانپ ایک زبردست پھنکار مار کر اس کی گردن کی طرف اچھل کر لپکا ہی تھا کہ فضا میں ہی تڑپ کر لاٹھکیاں کھاتا ہوا ریت پر گرا اور پھٹ کر اس کے کتنے ٹکڑے ہو گئے۔

ناگ نے ان ٹکڑوں کو اٹھا کر دیکھا۔ یہ پیتل کے ٹکڑے تھے اور ان پر طلسم کی لکیریں پڑی ہوئی تھیں۔ ناگ کو اب پورا یقین ہو گیا تھا کہ روشنک بھوت کی انگوٹھی سامری جادوگر کا توڑ ہے اور اب اسے سامری کا جادو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ناگ شہر کے دروازے پر آگیا۔ شہر کے دروازے رات کو بند کر دیئے جاتے تھے۔ ناگ نے سفید باز کا روپ بدلا اور اڑتا ہوا شہر کی دیوار کے اوپر سے ہو کر شہر میں داخل ہو گیا اور شاہی محل کی طرف اڑنے لگا۔ اڑتے

اڑتے وہ شاہی محل کی چھت پر ایک برج کے اندر آ کر بیٹھ گیا۔

محل کی چھت پر گہری خاموشی اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ناگ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اسی شاہی محل کے ایک حصے میں کسی جگہ شاہی جادوگر سامری اور اس کی جادوگرنی بیوی سامرہ رہتی ہے اور ان دونوں کے ماتھوں پر جو سیاہ نقطے بنے ہیں ان میں عنبر اور ماریا کو طلسم کے زور سے قید کر دیا گیا ہے۔ ناگ کو سامری جادوگر کے شاہی مکان کی تلاش تھی۔ اس زمانے میں شاہی امیروں، وزیروں اور شاہی جادوگروں کے مکان بھی شاہی محل میں ہی ایک طرف بنائے جاتے تھے اور یہ لوگ بھی شاہی محل کے احاطے میں ہی رہا کرتے تھے۔ ناگ نے اڑ کر سارے محل کو غور سے دیکھا۔ شاندار درختوں والے باغوں میں فوارے چل رہے تھے اور جگہ جگہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر شاہی بارہ دریاں اور امیروں وزیروں کے محل بنے ہوئے تھے۔

ناگ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان میں سامری جادوگر کا کونسا محل ہے۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ صبح کی روشنی میں سامری جادوگر اور اس کی بیوی سامرہ سے ملاقات کی جائے۔ تھوڑی سی رات باقی رہ گئی تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ محل کی چھت پر ایک میدے کے اندر بیٹھا رہا۔ سورج نکل آیا۔ شاہی محل میں چہل پہل شروع ہو گئی۔ فرعون اپنی ملکہ کے ساتھ عبادت کرنے مندر میں آ گیا۔ سارے امیر وزیر اس کے ساتھ تھے۔ ناگ نے دیکھا کہ درباری کاہن اور درباری طبیب اور حکیم بھی فرعون کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ ایک آدمی اور عورت بھی فرعون کی بائیں جانب جا رہے تھے۔ اس آدمی کی سیاہ لمبی ڈاڑھی تھی اور اس کے ماتھے پر سیاہ تل بنا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جو عورت چل رہی تھی اس کے ماتھے پر بھی سیاہ نقطہ تھا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ یہی درباری جادوگر سامری اور اس کی بیوی ہے۔ ناگ اُڑ کر شاہی دربار میں آ گیا جو ابھی خالی پڑا تھا۔ دربار میں دیواروں پر سرخ اور نیلے مخمل کے بھاری پردے لٹکے ہوئے تھے۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر ان پردوں کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ فرعون اپنی بیوی کے ساتھ عبادت کے بعد سیدھا شاہی دربار میں آ گیا۔ آگے آگے شاہی باجا بج رہا تھا۔ نفیریاں بجائی جا رہی تھیں۔ پیچھے ایک شاہی دستہ تھا۔ درمیان میں فرعون اور اس کی بیوی سینے پر ہاتھ باندھے چلے آ رہے تھے۔ فرعون کے ایک ہاتھ میں سونے کا گولہ تھا جو چاند کا نشان تھا اور

دوسرے ہاتھ میں سورج دیوتا کی چھڑی تھی۔ دونوں کے سروں پر سونے اور ہیرے جواہرات کے تاج تھے۔ دائیں بائیں کنیزیں سفید مورچھل ہلا رہی تھیں۔ ان کے پیچھے وزیر اور درباری ہاتھ باندھے خاموشی سے چل رہے تھے۔ غلام اور کنیزیں آگے آگے دریائے نیل کا مقدس پانی کے چھینٹے مارتے جاتے تھے۔

فرعون تخت پر آ کر بیٹھ گیا۔ ملکہ مصر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ سارے درباری اور وزیر بھی ادب سے اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ سامری جادوگر اور اس کی بیوی سامرہ کو فرعون کے قریب ہی ایک خاص کرسی دی گئی تھی جس پر وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔ ناگ ان دونوں کو مخمل کے بھاری پردوں کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا۔ فرعون کے تخت کے آگے ایک غلام آ کر جھک گیا اور سجدہ کر کے بولا:

"ربِّ شمس! کیا حکم ہے؟"

فرعون نے ایک بازو اوپر اٹھا کر کہا:

"اس کنیز کو پیش کیا جائے جس نے ہمارے سب سے بڑے دیوتا راع کے بُت کے آگے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"

"جو حکم ربِّ شمس!"

غلام پچھلے پاؤں چلتا واپس چلا گیا۔ دربار پر سناٹا چھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا۔ چار غلام ایک خوب صورت لڑکی کو لے کر دربار میں آ گئے جس کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے بال کھلے تھے مگر چہرہ ایک خدا کے نور سے چمک رہا تھا۔ اس کے چہرے کے نور اور وقار کو دیکھ کر تمام درباری چپ ہو گئے۔ فرعون پر بھی اس کا اثر ہو گیا تھا مگر وہ اپنے بڑے دیوتا راع کی توہین برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے کہا:

"اے گستاخ کنیز! تم نے ہمارے عظیم دیوتا راع کے بُت کے آگے سجدہ نہ کر کے اس کی توہین کی ہے ہم تمہیں ایسی سزا دیں گے کہ تاریخ ہمیشہ اسے یاد رکھے گی۔"

کنیز کے ہونٹوں پر ایک طنز بھری مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس نے پُرسکون آواز میں کہا:

"اے بادشاہ! تو مجھے چاہے کتنی بڑی سزا دے دے۔ مگر میں کسی بُت کے آگے سر نہیں جھکاؤں گی۔ میں صرف ایک خدا کی عبادت کرتی ہوں جس نے سارے جہانوں کو پیدا کیا ہے وہ صرف ایک خدا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہی زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔"

"خاموش" فرعون ایک دم گرجا۔ "اس سے آگے

ایک لفظ بھی کہا تو تمہاری زبان کھینچ لی جائے گی۔"

سارے درباری لرز گئے۔ فرعون کو انہوں نے اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ مگر کنیز پر فرعون کی آواز کا کوئی اثر نہیں پڑا تھا۔ وہ بڑی شان سے دربار میں زنجیروں میں جکڑی ہوئی کھڑی تھی۔ فرعون نے جادوگر سامری کی طرف دیکھ کر کہا:

"ہمارے شاہی جادوگر سامری! کیا تو اس لڑکی کا دماغ درست نہیں کر سکتا؟"

سامری مسکرایا اور اپنی لمبی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر بولا:

"فرعونِ عالی! یہ لڑکی میری ایک پھونک کی مار نہیں ہے۔ میں اگر اس کو پھونک ہی مار دوں تو یہ جل کر بھسم ہو جائے گی، لیکن یہ کوئی سزا نہیں ہو گی۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں خود اپنے خنجر سے اس گستاخ کنیز کی شہ رگ کاٹ کر اس کا سارا خون باہر نکال لوں۔"

فرعون نے کہا:

"ہم اجازت دیتے ہیں۔"

سامری جادوگر اپنی کرسی سے اٹھ کر کنیز کی طرف بڑھا عین اس وقت ناگ نے اپنی انگوٹھی کی طرف دیکھا جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے روشنک بھورت کے کٹے ہوئے سر نے دی تھی۔ ناگ انسانی شکل میں آ کر دربار کے ایک ستون کے پیچھے ایسی جگہ کھڑا تھا جہاں اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا یہاں سے آگے ایک ستون کے ساتھ مشعل جل رہی تھی۔ انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس میں ایک سفید ہیرا لگا ہوا تھا۔ ناگ نے انگوٹھی کو مشعل کی طرف کیا اور ہیرے پر اس کی روشنی چمکی۔ اس میں سے ایک کرن نکلی جو سیدھی ناگ نے دربار میں کھڑی کنیز کے جسم پر ڈالی۔

جادوگر سامری کنیز کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ کنیز کے جسم پر پڑنے والی کرن کو نہ تو وہ دیکھ سکتا تھا اور نہ کوئی درباری ہی اسے دیکھ سکتا تھا۔ سامری نے اپنی آستین میں سے ایک چھوٹا سا تیز خنجر نکالا اور کنیز کی گردن پر رکھا۔ کنیز نے آنکھیں بند کر لیں اور بلند آواز میں کہا:

"اے آسمانوں اور زمینوں کے مالک واحد خدا! میری مدد کر میں تیری ہی عبادت کرتی ہوں اور تجھ سے ہی مدد مانگتی ہوں۔"

جادوگر سامری کو معلوم ہی نہیں تھا کہ روشنک بھورت کی انگوٹھی کی کرن کی وجہ سے اس کا جادو بے اثر ہو چکا ہے۔ اس نے جونہی خنجر سے کنیز کی شہ رگ کاٹنی چاہی خنجر اس کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ سامری نے حیرت سے

خنجر کی طرف دیکھا۔ کنیز نے آنکھیں کھول دیں۔ فرعون اس کی ملکہ اور سارے درباری بھی حیرانی سے تکنے لگے کہ خنجر کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ سامری کو اپنی سخت بے عزتی محسوس ہوئی۔ اس نے منتر پڑھ کر ہوا میں ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں آسمانی بجلی کی ایک لہر آ گئی جس میں سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اس نے وہ بجلی کنیز پر گرا دی۔ مگر بجلی کی لہر کنیز کے جسم کے قریب سے ہو کر زمین پر گری۔ اوپر اچھلی اور محل کی چھت پھاڑ کر باہر نکل گئی۔ سامری بڑا ہوشیار اور مکار جادوگر تھا۔ سمجھ گیا کہ اس لڑکی کی کوئی غیبی طاقت مدد کر رہی ہے۔ اس نے کہا:

"اے شہنشاہ! میں اس کنیز کو قلعے کے اوپر سے نیچے دریا میں پھینکنا چاہتا ہوں۔"

فرعون نے کہا:

"اجازت ہے۔ یہ منظر ہم بھی دیکھیں گے۔"

سامری نے کنیز کو ساتھ لیا اور قلعے کی چھت کی طرف چلا۔ فرعون ملکہ اور سارے درباری اس کے ساتھ ساتھ تھے۔ ناگ ستون کے پیچھے چھپ گیا تھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قفل والا پُراسرار چہرہ

ناگ نے دیکھا کہ دربار خالی ہو گیا ہے۔

اس نے ایک سیاہ چڑیا کی شکل بنائی اور اُڑ کر قلعے کی چھت پر پہنچ گیا۔ وہاں ایک ہجوم جمع تھا۔ کنیز کو قلعے کی اونچی دیوار پر کھڑا کر دیا گیا تھا۔ جادوگر سامری اس کے قریب کھڑا تھا۔ بادشاہ ملکہ اور درباری اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ناگ اڑاری مار کر قلعے کی دیوار کے نیچے آ گیا اور دریا کے کنارے پر کھڑا ہو گیا۔ یہاں آتے ہی اس نے ایک بہت بڑے باز کی شکل اختیار کر لی اور گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ جونہی سامری نے منتر پڑھ کر کنیز کو قلعے کی دیوار سے دھکا دیا ناگ تیزی سے اپنے لمبے لمبے بازو پھیلا کر اڑا اور اس سے پہلے کہ کنیز دریا میں گرے اس نے کنیز کو اپنے بازوؤں پر اُٹھا لیا اور اسے لے کر اڑتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے کی طرف نکل گیا۔ بادشاہ ملکہ اور درباریوں نے یہ منظر دیکھا تو حیرت سے ان کے منہ کھلے رہ گئے۔

سامری کو اپنی شکست کا احساس ہوا۔ مگر اس نے اعلان کیا:

"اے بادشاہ مصر! یہ عورت جادوگر تھی۔ میں نے ابھی اپنا جادو استعمال نہیں کیا تھا۔ اب میں اسے اپنے جادو کی مدد سے قابو کر کے اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لاؤں گا۔"

بادشاہ نے سامری کو اجازت دے دی اور کہا کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے کنیز کا سر کاٹ کر اس کے سامنے حاضر کرے۔ جادوگر سامری نے اپنی بیوی سامرہ سے کہا کہ وہ محل میں چل کر اس کا انتظار کرے۔

سامری جادوگر کو سخت شرمندگی ہوئی تھی۔ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ کنیز کی مدد کوئی طاقت کر رہی ہے۔ اس نے جادو کے زور سے ایک اڑان لگائی اور اڑتا ہوا دریا کے دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ ناگ اس دوران میں کنیز کو ایک ریت کے ٹیلے کے پیچھے لے گیا تھا۔ اس نے انسانی شکل بنا لی تھی۔ کنیز نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کیا آسمان سے آئے ہوئے کوئی فرشتے ہو؟

ناگ نے کہا:

"تم یہی سمجھو بہن — یہ لو — یہ چاندی کی انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لو — یہ تمہیں سامری کے جادو سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچا لے گی۔"

ناگ نے سامری کو ہوا میں اڑتے ہوئے آ کر دریا کے کنارے پر اترتے دیکھا تو کنیز سے کہا:

"میں چھپ جاتا ہوں۔ تم فکر نہ کرنا۔ سامری تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ وہ آ رہا ہے۔ گھبرانا نہیں خدا تمہارے ساتھ ہے۔"

ناگ دوسرے والے ٹیلے کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ جادوگر سامری لہراتا ہوا کنیز کے پاس آ گیا۔ اس نے آتے ہی ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ایسی سُرخ تلوار آ گئی جو آگ کے شعلے کی طرح بھڑک رہی تھی۔ کنیز نے آنکھیں بند کر لیں اور خدا سے اپنی زندگی کے لیے دعا کی۔ سامری نے منتر پڑھ کر ایک زوردار چیخ بلند کی اور شعلے والی تلوار کا وار کنیز کی گردن پر کیا۔ کنیز نے چاندی کی انگوٹھی انگلی میں پہن رکھی تھی۔

جونہی سامری کی آتشی تلوار کنیز کی گردن کے ساتھ لگی وہ شعلے کی طرح بھڑک کر اوپر کو اٹھی اور سیدھی سامری کی گردن سے جا کر زور سے ٹکرائی۔ یہ ایک ایسا خوفناک حادثہ تھا کہ سامری ششدر رہ گیا مگر اب وقت گزر چکا تھا۔ شعلے کی تلوار نے سامری کی گردن اڑا دی تھی۔ کنیز نے آنکھیں کھول دیں اور دیکھا کہ ریت پر جادوگر

سامری کا دھڑ الگ اور گردن الگ پڑی تڑپ رہی ہے۔

ناگ جلدی سے ریت کے ٹیلے سے باہر نکل آیا۔ اس نے کنیز سے کہا:

"گھبرانا نہیں بہن۔ خدا نے تمہاری مدد کی ہے۔"

ناگ نے دیکھا کہ جادوگر سامری کی لاش ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ ناگ نے جلدی سے اس کا سر اٹھا لیا۔ اس کے ماتھے پر عنبر ایک چھوٹے سے کالے نقطے میں بند تھا جو ایک تل کی طرح سامری کے ماتھے پر لگا ہوا تھا۔ ناگ نے ذرا سی بھی دیر نہیں کی۔ اس نے جیب سے چاقو نکال کر سامری کے ماتھے پر سے کالا نقطہ کھرچ لیا۔ جونہی کالا نقطہ سامری کے ماتھے سے الگ ہوا عنبر نقطے میں سے نکل کر انسانی شکل میں ناگ کے سامنے آ گیا۔ دونوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"ناگ بھائی۔ تمہارا شکریہ۔ مگر یہ لڑکی کون ہے؟"

ناگ بولا:

"یہ شاہی کنیز ہے اور جادوگر سامری اسے ہلاک کرنے آیا تھا مگر خود ہلاک ہوا۔"

اس کے بعد ناگ نے کنیز سے عنبر کا تعارف کروایا اور بتایا کہ عنبر اس کا بھائی ہے اور جادوگر سامری نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادو کے زور سے اسے انسانی نقطے میں تبدیل کر دیا تھا۔ اب جو انہوں نے جادوگر سامری کی لاش کو دیکھا تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی تھی اور سامری کی کٹی ہوئی گردن ایک کھوپڑی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

ناگ نے کہا:

"جس روشنک بھوت کے کٹے ہوئے سر نے مجھے چاندی کی انگوٹھی دی تھی اس سے پہلے تابوت کی روح نے مجھے بتایا تھا کہ سامری کا یہی انجام ہو گا۔"

عنبر نے کہا:

"ہمیں ماریا کو بچانا ہو گا۔ وہ سامری کی بیوی کے ماتھے پر لگی ہوئی ہے۔"

ناگ بولا:

"میں جانتا ہوں۔ چلو شاہی محل کی طرف چلتے ہیں۔"

ناگ نے کنیز سے چاندی کی انگوٹھی لے کر اپنے ہاتھ میں پہن لی اور اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتی ہے۔ کنیز نے بتایا کہ وہ یہاں سے دُور سرحد پار کر کے ملک شام کی طرف چلی جائے گی اور وہیں باقی زندگی بسر کرے گی۔ کنیز کو رخصت کر کے ناگ اور عنبر شاہی محل کی طرف چلے۔ انہوں نے ایک جگہ سے دریا

پار لیا۔ جونہی وہ محل کی دیوار کے قریب پہنچے شاہی محل میں اپنے کمرے میں بیٹھی سامرہ (سامری کی بیوی) کو معلوم ہو گیا کہ اس کا خاوند سامری ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک بار پھر موت کی نیند سو گیا ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ماتھے سے انسانی نقطے کا تل کھرچ لیا گیا ہے۔ اس کو اب اپنی زندگی کی فکر پڑ گئی۔ کیوں کہ وہ جانتی تھی کوئی زبردست طاقت کنیز کا ساتھ دے رہی ہے۔ سامرہ کے پاس اتنا جادو نہیں تھا جتنا جادو اس کے خاوند سامری کے پاس تھا۔ سامرہ کے پاس صرف چند ایک جادو کے ٹوٹکے تھے، لیکن ان کی مدد سے وہ شاہی محل سے فرار ہو کر جان بچا سکتی تھی۔

چنانچہ سامرہ محل کے پچھلے دروازے سے نکل آئی۔ یہاں آتے ہی اس نے اپنی انگلی کے ناخن کو اٹھا کر آسمان کی طرف کیا تو غروب ہوتے سورج کی کرن سامرہ کی ناخن پر پڑی۔ وہاں سے اُچھل کر یہ کرن سامرہ کے ماتھے پر اس جگہ پڑی جہاں ماریا ایک کالے انسانی نقطے کی شکل میں بند تھی۔ کرن کے پڑتے ہی انسانی نقطے میں حرکت پیدا ہوئی اور جادوگرنی سامرہ ماریا کی شکل میں ظاہر ہو گئی۔ وہ غائب نہیں تھی۔ وہ نظر آ رہی تھی۔ وہ سر سے پاؤں تک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پوری کی پوری ماریا بن چکی تھی۔ اس کے بال سنہری تھے وہ اصل میں ماریا کے جسم میں سامرہ جادوگرنی تھی۔ ماریا کا دماغ سو چکا تھا۔ اور سامرہ کا دماغ زندہ تھا۔ سامرہ کے جسم کے اندر ماریا بے ہوش تھی اور صرف جادوگرنی سامرہ زندہ تھی اور جاگ رہی تھی اور اسے سب کچھ معلوم تھا کہ اس کے ساتھی ناگ عنبر اور کیٹی ہیں اور وہ پاتنج ہزار سال کی واپسی کا سفر طے کر رہے ہیں۔

سامرہ اگرچہ ماریا کی شکل میں ظاہر ہو چکی تھی لیکن اس میں ایک کمزوری تھی اور وہ یہ کہ وہ غائب نہیں ہو سکتی تھی، لیکن سامرہ کو اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ ماریا کے قالب میں آنے سے جادوگرنی سامرہ دو کام کرنا چاہتی تھی ایک تو وہ اپنی جان بچانا چاہتی تھی اور دوسرے وہ ناگ سے اپنے خاوند جادوگر سامری کی موت کا بدلہ لینا چاہتی تھی۔

نقلی ماریا محل سے نکل کر دریا کی طرف چل پڑی۔ اُدھر سے ناگ اور عنبر چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک سنہری بالوں والی لڑکی شاہی محل کے قلعے کی دیوار کے پاس ان کی طرف آ رہی ہے۔

ناگ نے کہا:

"عنبر! یہ ماریا لگتی ہے۔"

عنبر نے غور سے دیکھا اور خوشی سے چلّایا:

"ہاں ناگ! یہ تو ماریا ہے!"

وہ لپک کر ماریا کے پاس آ گئے۔ دونوں ماریا کو دیکھ کر بے حد خوش تھے۔

ناگ نے کہا:

"ماریا بہن! تم غائب کیوں نہیں ہو؟ تم سامرہ کے جادو سے کیسے آزاد ہوئیں؟"

نقلی ماریا نے مسکرا کر کہا:

"ناگ بھیا! جب تم نے عنبر کو آزاد کیا تو میں بھی اپنے آپ سامرہ کے ماتھے سے نکل آئی۔"

عنبر نے پوچھا:

"سامرہ کہاں ہے۔؟"

نقلی ماریا نے کہا:

"وہ تو میرے باہر نکلتے ہی ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی۔"

ناگ بولا:

"خدا کا شکر ہے کہ تمہیں بھی عنبر کے ساتھ اس عذاب سے نجات ملی۔ لیکن تم غائب نہیں ہو ماریا؟"

ماریا نے کہا:

"اس پر میں خود حیران ہوں، کیوں کہ میں کوشش کے باوجود غائب نہیں ہو سکتی۔ میرا خیال ہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاید یہ سامرہ کے جادو کا اثر ہے جو ابھی میرے جسم پر باقی ہے۔"

ناگ بولا:

"لیکن ماریا! میں تو اپنی شکل بدل سکتا ہوں۔ مجھ پر سامری کے جادو کا زیادہ اثر نہیں ہوا۔"

پھر ناگ نے کہا:

"دیکھو! یہ چاندی کی انگوٹھی میرے پاس ہے جو سامری کے جادو کو بے اثر کر دیتی تھی۔ میرا خیال ہے ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے تم بھی اس کی بیوی کے جادو کے اثر سے نجات حاصل کر سکو یہ لو۔ اسے پہن کر دیکھو۔"

سامرہ یعنی نقلی ماریا اس انگوٹھی کو دیکھ کر ڈر گئی۔ اس کی شعاعیں بڑی خطرناک تھیں اور نقلی ماریا کے جسم میں تبدیلی آنے لگی تھی۔

اُس نے چلّا کر کہا:

"نہیں نہیں ناگ بھیّا! اس انگوٹھی کو اپنے پاس ہی رکھو۔ یہ مجھے راس نہیں آئے گی۔ اس کو دیکھتے ہی میرے سارے جسم میں درد شروع ہو گیا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"ہاں ناگ اس کو تم اپنی جیب میں ڈال کر سنبھال

رکھو۔ ماریا پر سامرہ کے جادو کا اثر اپنے آپ ختم ہو جائے گا۔"

ماریا نے پوچھا:

"عنبر بھیا! کیٹی کہاں ہے؟"

عنبر نے اسے بتایا کہ وہ اس سے بچھڑ چکی ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہو گی۔ ناگ نے پوچھا کہ اب انہیں کس طرف روانہ ہونا چاہیے؟ اس پر ناگ کہنے لگا:

"جہاں تک میرا اندازہ ہے کیٹی اس وقت سمندر پار کے کسی ملک میں ہو سکتی ہے۔"

نقلی ماریا نے پوچھا:

"لیکن سمندر پار ہم کس ملک کا رُخ کریں؟"

عنبر بولا:

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی سمندری جہاز میں بیٹھ کر ملک ہندوستان کی طرف چلنا چاہیے۔ کیوں کہ میرا دل کہتا ہے کہ کیٹی اس وقت ملک ہندوستان کے آس پاس کہیں ہو گی۔"

نقلی ماریا نے سوچا کہ یہ ترکیب ٹھیک رہے گی۔ وہ سمندری سفر کے دوران ناگ کو قتل کر کے سمندر میں پھینک دے گی اور یوں اس سے اپنے خاوند کی ہلاکت کا بدلہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے لے گی۔ اُس نے کہا:

"عنبر ٹھیک کہتا ہے ناگ بھیّا! ہمیں ملک ہندوستان کی طرف سمندری سفر پر روانہ ہو جانا چاہیے۔"

یہی فیصلہ کرنے کے بعد عنبر ناگ اور نقلی ماریا ایک قافلے کے ساتھ اس شہر کی طرف چل پڑے جہاں سے سمندر شروع ہوتا تھا اور ایک بڑی بندرگاہ تھی۔ اس بندرگاہ پر قافلہ تین روز کے بعد پہنچا۔ اس دوران راستے میں نقلی ماریا ناگ کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھتی رہی۔ اس نے ناگ کے ساتھ باتوں ہی باتوں میں معلوم کر لیا کہ اگر اسے سانپ کی شکل میں دو ٹکڑے کر دیا جائے تو وہ چھ ماہ تک زندہ رہ سکتا ہے اور اس عرصے میں اگر کوئی اسے کوہ ہمالیہ کی جھیل مانسرور کے ناگ مندر کی جھیل میں لے جا کر نہ ڈالے تو وہ کبھی زندہ نہیں ہو سکتا۔ نقلی ماریا یہی چاہتی تھی۔ اگر وہ اسے کسی طرح ہلاک کر کے سمندر میں پھینکنے میں کامیاب ہو جائے تو ناگ زندہ نہیں بچ سکتا۔

مصر کی بندرگاہ سے وہ ایک بادبانی جہاز میں سوار ہو گئے۔ یہ جہاز ملک ہندوستان کی طرف تجارت کا مال لے کر جا رہا تھا۔ اس میں تھوڑے سے مسافر بھی سوار تھے۔ چھ روز تک سمندر میں سفر کرنے کے بعد جہاز سندھ

کی ایک قدیم بندرگاہ کے ساتھ جا لگا۔ یہ پرانے ہندوستان کا ساحل تھا جس کو اس زمانے میں سندھ کہا کرتے تھے۔ دریائے سندھ کے کنارے ان دنوں موہنجو داڑو کے کھنڈر نہیں تھے بلکہ یہ کھنڈر ایک عظیم الشان شہر تھا اور یہاں لوگ ہنسی خوشی زندگی بسر کر رہے تھے۔

ناگ عنبر اور نقلی ماریا اونٹوں پر سفر کرتے ہوئے موہنجو داڑو کے خوبصورت اور رونق والے شہر میں آ گئے۔

ناگ نے عنبر اور ماریا سے کہا:

"ہم آج سے چار ہزار سال بعد اس شہر کے کھنڈر کراچی شہر سے دور دیکھ چکے ہیں۔ اس وقت اس شہر کی رونق کو دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ کبھی یہ شہر کھنڈروں میں تبدیل ہو جائے گا اور لوگ دور دور سے اس کی ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور کھنڈر دیکھنے آیا کریں گے۔"

نقلی ماریا کو معلوم نہیں تھا کہ کبھی یہ شہر کھنڈر بن چکا ہو گا۔ کیوں کہ اس نے عنبر ناگ کے ساتھ پانچ ہزار سال کا سفر نہیں کیا تھا۔ لیکن اس نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا:

"ہاں ناگ بھیّا! یقین نہیں آتا کہ اتنا بھرا پُرا حسین شہر ایک روز کھنڈر بن جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"اب ہمیں کیٹی کو کہاں تلاش کرنا ہوگا؟"

ناگ بولا:

"پہلے تو کسی سرائے میں جا کر ٹھہرتے ہیں۔ شام ہو رہی ہے۔ رات سرائے میں آرام کریں گے اور صبح شہر میں کیٹی کو تلاش کریں گے۔"

چنانچہ وہ تینوں ایک سرائے میں آ کر ٹھہر گئے۔

وہ چاند رات تھی اور موہنجو داڑو کے بڑے مندر میں ہر چاند رات کو ایک جشن ہوتا تھا جس میں شاہی رقاصہ (جس کی مورتیاں آج کل عجائب گھروں میں دیکھی جا سکتی ہیں) رقص کیا کرتی تھی۔ عنبر ناگ اور نقلی ماریا چاندنی رات میں مندر میں جشن دیکھنے چل پڑے۔ مندر لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور موہنجو داڑو کی رقاصہ رقص کر رہی تھی۔ مشعلوں اور فانوسوں کی روشنیاں ہو رہی تھیں۔ رقاصہ کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے۔ اس نے اپنے چہرے پر نیلا رنگ کیا ہوا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں سیاہ تھیں۔ جونہی عنبر ناگ اور نقلی ماریا مندر میں داخل ہوئے رقاصہ نے ان کی طرف غور سے دیکھا اور مسکرائی۔

ناگ نے کہا:

"یہ ہمیں دیکھ کر مسکرائی کیوں ہے؟"

عنبر بولا:

"شاید اس نے ہمیں پہچان لیا ہے کہ ہم کون ہیں؟"

نقلی ماریا بولی:

"میرا خیال ہے کہ یہ کوئی جادوگرنی ہے۔ ہمیں یہاں نہیں ٹھہرنا چاہیے۔"

ناگ نے کہا:

"پھر کیا ہوا ماریا بہن — اس کا جادو ہم پر کوئی اثر نہیں کرے گا۔"

لیکن اصل بات یہ تھی کہ نقلی ماریا یعنی سامرہ گھبرا رہی تھی کہ کہیں کسی جادو کی وجہ سے اس کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔ اس نے ضد کر کے ناگ اور عنبر کو مندر میں سے نکال لیا۔ وہ تینوں چاندنی رات میں ریتلے میدان میں سے گزرتے واپس اپنی سرائے کی طرف جا رہے تھے۔ وہ کافی دیر تک چلتے رہے مگر انہیں سرائے کی عمارت نظر نہیں آ رہی تھی۔

عنبر بولا:

"کیا بات ہے ناگ ماریا۔ سرائے مندر سے اتنی دُور تو نہیں تھی؟"

اب ناگ اور نقلی ماریا کو بھی فکر سی لگی۔ کیوں کہ ان کے سامنے نہ صرف سرائے کی عمارت کہیں دکھائی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں دے رہی تھی بلکہ پیچھے مڑ کر دیکھا تو مندر کی عمارت بھی غائب ہو چکی تھی۔ وہ تینوں وہاں رک گئے۔

عنبر بولا:

"کوئی پُراسرار بات ہو گئی ہے۔"

"کون سی بات عنبر؟" نقلی ماریا نے پوچھا۔

ناگ بھی چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ چاندنی رات میں ان کے ارد گرد موہنجو داڑو کے شہر کی عمارتیں کہیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ اُس نے کہا:

"عنبر ٹھیک کہتا ہے۔ ہم کسی دوسری جگہ پر آ گئے ہیں۔"

اتنے میں اسی موہنجو داڑو کی رقاصہ مورتی کا ہیولا اُبھر کر سامنے آ گیا اور اس کی آنکھوں میں سے نکلتی روشنی کی کرنیں ان پر پڑیں۔ وہ جلدی سے ایک طرف ہٹ گئے۔ نقلی ماریا گھبرا کر بیٹھ گئی۔ وہ کوئی جادو کا منتر نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔ کیوں کہ اس طرح سے ناگ عنبر کو اس پر شک پڑ سکتا تھا کہ ماریا کب سے جادوگرنی بن گئی ہے۔

رقاصہ مورتی نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور اس کی آواز صحرا میں بلند ہوئی:

"تم میں سے ایک قاتل ہے۔ ایک قاتل ہے اس کے دل میں قتل کا ارادہ ہے۔"

اور مورتی قہقہہ لگاتی ہوئی غائب ہو گئی۔

عنبر اور ناگ نے حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عنبر بولا:

"یہ مورتی کیا کہہ رہی تھی ناگ؟ ہم میں سے کون قاتل ہے؟ کس کے دل میں کسی کو قتل کرنے کا ارادہ ہے؟"

ناگ بولا:

"بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ مورتی کو وہم ہوا ہوگا۔"

نقلی ماریا نے جھٹ کہا:

"یہ کوئی جادو کی مورتی تھی جو جھوٹ بولا کرتی ہیں ہم بہن بھائی ہیں۔ ہم اتنے سالوں سے سفر کر رہے ہیں۔ بھلا ہم کیسے ایک دوسرے کو قتل کرنے کا سوچ سکتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"یہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں۔ یہ مورتی جھوٹ بول رہی تھی۔"

ناگ کہنے لگا:

"یارو! یہ باتیں چھوڑو اور یہ غور کرو کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟"

عنبر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہے تو یہ موہنجو داڑو کا صحرا۔ مگر شہر کی اونچی اونچی عمارتیں غائب ہو گئی ہیں اور مندر کا اونچا مینارہ بھی نظر نہیں آتا۔ شہر کی طرف سے کوئی روشنی بھی دکھائی نہیں دیتی۔"

ناگ نے کہا:

"چلو واپس شہر کی طرف چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے شہر اسی جگہ پر ہو مگر اس کی روشنیاں گل کر دی گئی ہوں۔"

وہ دوبارا پیچھے مڑ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماہوں نے سرائے کی طرف سے رُخ موڑ لیا۔ کیوں کہ سرائے شہر سے باہر تھی اور شہر سرائے کی بائیں جانب تھا۔ نقلی ماریا کو سارے سمندری سفر میں ناگ کو ہلاک کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس نے باتوں ہی باتوں میں کئی بار کوشش کی کہ ناگ سانپ کا روپ اختیار کر لے اور وہ اسے قتل کر سکے۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ ناگ کسی وجہ سے سانپ بننے کے لیے تیار نہ ہوا اور نقلی ماریا اسے مجبور نہیں کر سکتی تھی کہ وہ سانپ کی شکل اختیار کرے۔ کیوں کہ اس طرح سے اسے نقلی ماریا پر شک پڑ سکتا تھا۔

اب نقلی ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ وہ کوشش کر کے ناگ کو مجبور کرے گی کہ وہ سانپ نہیں تو کسی پرندے

کا روپ بدلے اور پھر اسے ہلاک کر ڈالے گی۔ مصیبت یہ تھی کہ عنبر بھی اس کے ساتھ تھا اور اگر وہ ناگ کو ہلاک کرتی ہے تو عنبر اس کی لاش کو اُٹھا کر جھیل مانسرور کی طرف اسے دوبارا زندہ کرنے کے لیے روانہ ہو سکتا تھا اور نقلی ماریا اسے روک نہیں سکتی تھی اور عنبر کو تو وہ قتل کر ہی نہیں سکتی تھی۔ بہرحال دل میں بدلہ لینے کی ٹھان کر نقلی ماریا ان کے ساتھ چل رہی تھی۔

جونہی وہ شہر کے قریب آئے تو ان کے ہوش اُڑ گئے۔ وہ دنگ رہ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ چاندنی رات میں جس جگہ موہنجو داڑو کا روشنیوں سے جگمگاتا ہوا شہر آباد تھا وہاں اب اس کے کھنڈر بکھرے ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ ٹوٹی پھوٹی دیواریں کھڑی ہیں اور کھنڈروں میں الو بول رہے ہیں۔

ناگ نے کہا:

"عنبر ماریا! وقت تبدیل ہو چکا ہے۔ ہم ہزاروں برس آگے کے زمانے میں پہنچ گئے ہیں۔"

عنبر نے موہنجو داڑو کے کھنڈروں کو دیکھ کر کہا:

"زمانہ بدل گیا ہے ناگ۔"

نقلی ماریا کے لیے یہ عجیب و غریب تجربہ تھا۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کبھی گذرے ہوئے زمانے میں یا آگے کی طرف گذر چکے زمانے میں نہیں گئی تھی۔ اس کا خاوند جادوگروں کے بادشاہ جادوگر سامری کا طلسم بھی ایسا کرشمہ نہیں کر سکا تھا۔ وہ کچھ گھبرائی۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ ہزاروں برس آگے کے زمانے میں پہنچ گئی ہے تو کیا ہوا۔ وہ ناگ سے اپنے خاوند کا انتقام ضرور لے گی۔ چاہے وہ خود باقی نہ رہے اور وہ تو پہلے ہی مر چکی ہے۔

چاندنی رات میں گونجار کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے آسمان کی طرف دیکھا۔ ایک جیٹ ہوائی جہاز آسمان پر اڑا جا رہا تھا۔ اس کی روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ نقلی ماریا یعنی جادوگرنی سامرہ دہشت سے پیچھے ہٹ گئی اور پھر ریت پر بیٹھ گئی۔ وہ کسی بہت بڑی جگمگاتی شے کو آسمان پہ اڑتے ہوئے پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"ماریا! تم ڈر کیوں گئیں۔ کیا اس سے پہلے تم نے جیٹ ہوائی جہاز نہیں دیکھا؟ اری پگلی! ہم بیسویں صدی عیسوی میں پہنچ چکے ہیں۔"

نقلی ماریا اندر سے ڈری ہوئی تھی مگر اوپر سے مسکراتے ہوئے بولی:

"ہاں ہاں — میں گھبرا تو نہیں رہی۔ میں تو

اس سے پہلے بھی تمہارے ساتھ بیسویں صدی میں آ چکی ہوں۔ میں تو ویسے ہی اچانک یہ آواز سن کر گھبرا گئی تھی۔"

جیٹ ہوائی جہاز ان کے اوپر سے گذر گیا۔ وہ پشاور سے کراچی جا رہا تھا۔ ناگ نے کہا:

"ماریا بہن اور عنبر بھیا! اس وقت ہم سندھ کے صوبے میں ہیں اور ہمیں کراچی جانا ہوگا۔"

"یہاں قریب ہی سے ہمیں کوئی بس مل جائیگی۔" عنبر نے کہا۔

نقلی ماریا دل میں بڑی حیران ہو رہی تھی کہ یہ کراچی نام کا شہر کون سا ہے؟ اور یہ کس بس کا ذکر کر رہے ہیں۔ مگر اوپر سے وہ یہی ظاہر کر رہی تھی کہ اسے سب کچھ معلوم ہے تاکہ عنبر ناگ کو اس پر شک نہ ہو۔ موہنجوداڑو کے کھنڈروں سے نکل کر وہ لاڑکانہ کے ریسٹ ہاؤس کے پاس پہنچ کر رک گئے۔ عنبر ناگ تو اس سے پہلے وہاں آ چکے تھے۔

عنبر بولا:

"لگتا ہے کہ صبح ہونے والی ہے۔ ہمیں یہاں سے پہلی بس مل جائے گی۔"

یہاں بجلی کی روشنیاں پکی سڑک کی دونوں جانب جگمگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہی تھیں جن کو دیکھ کر نقلی ماریا حیران تھی۔ ریسٹ ہاؤس کی عمارت بھی ماڈرن طرز کی تھی۔ نقلی ماریا اس کے برآمدے میں جلتی بجلی کی روشنی کو بھی حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ ایک مرسیڈیز کار تیزی سے ان کے قریب سے گذر گئی۔ نقلی ماریا ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ عنبر اور ناگ ہنسنے لگے۔

عنبر نے کہا:

"کیا بات ہے ماریا بہن! تم اس طرح بار بار ڈر رہی ہو۔ جیسے بیسویں صدی میں پہلی بار آئی ہو۔ تمہیں یاد نہیں ہم دو تین بار اس سے پہلے بھی کراچی آ چکے ہیں۔ بلکہ ہم نے تو ۱۹۸۲ء میں امریکہ اور بمبئی کی بھی سیر کی تھی۔"

نقلی ماریا نے جلدی سے کہا:

"ہاں ہاں عنبر بھیا مجھے یاد ہے۔ مگر نہ جانے اس بار مجھے یہ سب چیزیں کیوں عجیب سی لگ رہی ہیں۔ خدا خیر کرے۔"

اتنے میں ایک بس ان کے قریب آ کر رک گئی۔ عنبر ناگ بس میں سوار ہو گئے۔ نقلی ماریا چڑھنے لگی تو پھسل گئی۔ ناگ نے لپک کر اسے اٹھا لیا۔

"کیا بات ہے ماریا؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے آج؟"

نقلی ماریا مسکرانے لگی۔ اس نے اپنی گھبراہٹ پر جلد ہی قابو پا لیا اور بڑی شان سے بس میں داخل ہو کر بیٹھ گئی اور بولی:

"ناگ بھیا! مجھے کچھ وہم سا ہو گیا ہے کہ ہم پر کوئی مشکل وقت آنے والا ہے۔"

ناگ مسکرایا:

"ماریا بہن! کب ہم پر کوئی مشکل وقت نہیں پڑا۔ یہ کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔"

بس شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ عنبر ناگ اور نقلی ماریا ماڈرن دور کے کراچی شہر کی طرف سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ناگ نے نقلی ماریا سے کہا:

"ماریا بہن! کیا بات ہے تمہارے جسم کی خوشبو بڑی مدھم پڑ گئی ہے۔"

عنبر نے بھی اس بات کا ذکر کیا اور کہا:

"یہ بات میں بھی محسوس کر رہا ہوں کہ ماریا بہن کے جسم سے خوشبو اتنی نہیں اٹھتی جتنی پہلے ہوتی تھی۔"

نقلی ماریا کچھ گھبرائی مگر جلدی سے بولی:

"میرا خیال ہے یہ جادوگرنی سامرہ کی وجہ سے ہے۔ مجھ پر ابھی اس کے جادو کا اثر ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں۔ یہی بات ہو سکتی ہے۔" ناگ نے کہا۔

وہ خاموش ہو گئے۔ بس شہر پہنچ کر رک گئی۔ یہ بس موہنجو داڑو سے سیاحوں کو مفت لے کر شہر آتی تھی۔ یہاں سے انہیں ریل گاڑی میں سوار ہو کر شہر کراچی جانا تھا۔ مگر ان میں سے کسی کے پاس بھی پاکستانی روپیہ نہیں تھا۔ ناگ نے کہا:

"ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے جس کو فروخت کر کے ہم ٹکٹ خرید سکیں۔"

عنبر بولا:

"یہ غنیمت ہے کہ ماڈرن زمانے میں آتے ہی ہمارے پرانے زمانے کے کپڑے بدل گئے ہیں نہیں تو ہمارا یہاں خوب مذاق اڑایا جاتا۔"

نقلی ماریا بولی:

"میرے پاس پرانے زمانے کا سونے کا ایک سکہ موجود ہے۔ کیوں نہ اسے بیچ کر ٹکٹ خرید لیں؟"

"اچھا خیال ہے۔" ناگ بولا:

عنبر نے کہا:

"ویسے ناگ بھائی! تمہاری انگلی میں یہ جو چاندی کی انگوٹھی ہے۔ ہم اسے بھی فروخت کر سکتے ہیں۔"

ناگ کہنے لگا:

"عنبر! یہ انگوٹھی مجھے روشنک بھوت نے دی تھی۔ اور یہ بڑے کام کی ہے۔ اس کی یادگار بھی ہے اور ہو سکتا ہے آگے بھی ہمارے کام آئے۔"

نقلی ماریا کا ہاتھ ٹھٹکا۔ یہ انگوٹھی اس کو ناگ پر حملہ کرنے سے روک سکتی تھی۔ اسی انگوٹھی کے طلسم نے ناگ کو سامری پر قابو پانے میں کامیابی دی تھی۔ نقلی ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ناگ سے یہ انگوٹھی کسی طرح لے کر غائب کر دے گی۔ مگر وہ اس انگوٹھی کو ہاتھ لگاتے ہوئے گھبرا رہی تھی۔ کیا معلوم اس کا طلسم اسی پر اثر کر دے اور وہ پھر ماریا سے جادوگرنی سامرہ بن جائے۔

آخر یہی فیصلہ ہوا کہ سونے کا سکہ بیچا جائے۔ حیدر آباد شہر میں دن نکل چکا تھا۔ موسم خوشگوار تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ صرافہ بازار کھلا تھا۔ وہ تینوں ایک سنار کی دکان پر گئے اور قیمتی سکہ تین سو روپوں میں بیچ دیا۔ ان پیسوں میں سے انہوں نے ٹکٹ خریدے اور کراچی پہنچ گئے۔

کیٹی پان امریکن ائر لائنز میں ائر ہوسٹس بن چکی تھی۔ جیسا کہ آپ نے پیچھے پڑھا ہو گا اور وہ جنوبی امریکہ اور یورپ کے شہروں کا چکر لگا کر ایک روز ہوا دالپس کراچی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پہنچی تھی اور عورتوں کے ہوسٹل میں ٹھہری تھی۔ ایک روز عنبر اکیلا ہی کیٹی کی تلاش میں شہر کی طرف نکل گیا۔ ہوٹل میں نقلی ماریا اور ناگ اکیلے رہ گئے۔ نقلی ماریا نے ناگ سے کہا کہ کیوں نہ سمندر کے کنارے چل کر ہم بھی کیٹی کو تلاش کریں؟ ناگ بھی اکیلا بور ہو رہا تھا۔ نقلی ماریا کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔ آج نقلی ماریا کو بڑا اچھا موقع مل گیا تھا اور وہ ناگ کا کام تمام کر دینا چاہتی تھی۔ اس نے ناگ کو باتوں میں لگا کر اس سے چاندی کی انگوٹھی لے کر اپنی انگلی میں پہن لی تھی۔ اس پر انگوٹھی کے طلسم نے کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ نقلی ماریا ناگ کو لے کر سمندر کے اس ویران علاقے میں آ گئی جہاں سمندری چٹانیں تھیں اور ان کے درمیان سمندر بڑا گہرا تھا۔ نقلی ماریا نے ایک چال چلی اور ناگ سے کہا:

"ناگ بھیّا! تمہیں سانپ بن کر سمندر میں نہاتے دیکھے عرصہ ہو گیا ہے۔ کیا تم سانپ بن کر میرے سامنے سمندر میں نہیں نہاؤ گے؟"

ناگ نے کہا:

"کیوں نہیں۔"

اور ناگ سانپ بن کر سمندر میں اُتر گیا!!

نقلی ماریا کی خونی چال

نقلی ماریا بھی سمندر میں اتر گئی۔

پہلے تو وہ ناگ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتی رہی۔ ناگ سیاہ رنگ کا سانپ بن کر پانی کی لہروں پر کھیل رہا تھا۔ کبھی وہ لہروں پر اوپر کو اُچھلتا اور کبھی سمندر میں غوطہ لگا جاتا۔ نقلی ماریا نے ایک چٹان کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ناگ کو اس طرف لے گئی۔ یہاں کتنے ہی پتھر بکھرے ہوئے تھے۔

نقلی ماریا نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! کیا تم میری آواز سنتے ہو؟"

ناگ نے سر ہلایا۔ جیسے کہہ رہا ہو۔ ہاں میں تمہاری آواز سنتا ہوں۔ نقلی ماریا نے کہا:

"اس چٹان کے نیچے دیکھو۔ مجھے کسی خزانے کا غار لگ رہا ہے۔"

ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا چٹان کے نیچے ایک چوڑے سوراخ کے پاس آ کر دیکھنے لگا۔ نقلی ماریا نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آواز دی۔ ناگ! اندر جا کر دیکھو۔ شاید ہمیں کوئی خفیہ خزانہ ہاتھ آ جائے۔ ناگ دل میں مسکرایا کہ آج یہ ماریا کو کیا ہو گیا ہے۔ بھلا ہمیں کسی خزانے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر بھی وہ ماریا کے کہنے پر سوراخ کے قریب آ کر سوراخ میں گردن ڈال کر اندر دیکھنے لگا۔ جونہی ناگ نے اندر سر ڈالا نقلی ماریا نے پتھر اٹھایا اور زور سے مارا۔ خوش قسمتی سے پتھر ناگ کے جسم پر لگنے کی بجائے چٹان پر ناگ کے جسم کے بالکل قریب لگ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ناگ نے جلدی سے اپنا سر باہر نکال لیا۔ وہ یہ سمجھا کہ کسی دشمن نے ماریا کو پرے ہٹا کر اس پر حملہ کر دیا ہے۔ لیکن جونہی اس نے سر باہر نکالا نقلی ماریا نے دوسری بار حملہ کر دیا۔ اس نے پتھر پوری طاقت سے ناگ کی گردن پر مارنے کی کوشش کی مگر ناگ اب ہوشیار ہو چکا تھا۔ وہ ایک دم سے اچھل کر سمندر میں کود گیا۔ اس نے ماریا کے ہاتھ میں پتھر دیکھ کر حیرت سے سوچا کہ کیا ماریا پاگل ہو گئی ہے؟

اس نے گہرا سانس لیا اور انسانی شکل میں باہر آ گیا۔ اس نے ماریا کا ہاتھ پکڑ کر پتھر پرے جھٹک دیا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا:

"کون ہو تم؟"

ناگ سمجھ گیا تھا کہ یہ اصلی ماریا نہیں ہے بلکہ اس کی شکل میں کوئی جادوگرنی ہے یا کوئی ایسی مخلوق ہے جو اسے ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ نقلی ماریا نے منتر پڑھ کر پھونکا تو ناگ کے ارد گرد آگ کے شعلے بلند ہوئے مگر فوراً ہی بجھ گئے اور ایک شعلہ اٹھ کر نقلی ماریا کے کپڑوں سے لپٹ گیا۔ ماریا نے چیخ ماری اور اس کے ہاتھ سے چاندی کی انگوٹھی اچھل کر پرے ریت پر گر پڑی۔ ناگ نے جھٹ انگوٹھی اٹھا کر پہنی اور ماریا کی طرف دیکھا جس کے کپڑوں میں آگ لگ چکی تھی مگر وہ شور مچانے اور چیخنے چلانے کی بجائے ایک جگہ خاموش کھڑی تھی۔ پھر اچانک اس آگ میں سے اصلی ماریا تیزی سے نکل کر باہر آ گئی۔ وہ غائب حالت میں تھی۔ ناگ کو ماریا کی تیز خوشبو آئی۔ یہ اصلی ماریا کی خوشبو تھی۔ اس نے آواز دی:

"ماریا!"

اصلی ماریا جلدی سے ناگ کے قریب آ گئی اور بولی:

"ناگ بھیا!"

ناگ نے کہا:

"یہ کون تھی ماریا جس نے تمہاری شکل اختیار کر رکھی تھی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا:

"تم ابھی دیکھ لو گے۔"

نقلی ماریا کا چہرہ بدل گیا تھا۔ اس کی شکل جادوگرنی سامرہ کی ہو گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس کی ہڈیاں نظر آنے لگیں اور وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر زمین پر گر پڑی۔

ماریا نے کہا:

"دیکھا ناگ بھیّا! یہ جادوگر سامری کی جادوگرنی بیوی سامرہ تھی۔ اس نے اپنے طلسم سے میری شکل اختیار کر لی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ میں پھر سے اپنی اصلی شکل اختیار کر سکی۔ عنبر کہاں ہے؟"

ناگ نے اسے بتایا کہ عنبر شہر میں کیٹی کو تلاش کرنے گیا ہے اور ہم اس وقت بیسویں صدی عیسوی کے کراچی شہر میں پہنچ چکے ہیں۔ ماریا نے سمندر کے کنارے کنارے کراچی کی بلند و بالا اور خوبصورت عمارتوں کی طرف دیکھ کر کہا:

"ہاں ناگ بھیّا! یہاں ہم پہلے بھی آ چکے ہیں۔ اب ہمیں کیٹی کو ڈھونڈنا ہو گا۔ لیکن وہ یہاں کہاں ہو گی؟ وہ تو مدت ہوئی ملک افریقہ سے ہی غائب ہو گئی تھی۔"

ناگ بولا:

"عنبر کہتا ہے کہ اس کا خیال ہے کیٹی ہمیں اسی شہر میں کہیں ملے گی۔"

ناگ نے نقلی ماریا یعنی جادوگرنی سامرہ کے ریت پر پڑے ہوئے ڈھانچے کو پاؤں کی ٹھوکر سے سمندر میں لڑھکا دیا اور کہا:

"خدا کی پناہ ہے۔ اس نے ہم دونوں کو دھوکے میں پھنسا دیا تھا۔ ہم تو یہی سمجھ رہے تھے کہ یہی اصلی ماریا ہے، لیکن اس میں سے تمہاری خوشبو بڑی مدھم آ رہی تھی اور وہ پرانے زمانے کے اس نئے زمانے میں آتے ہوئے گھبرا بھی رہی تھی۔"

ماریا نے کہا:

"تم بڑے بھولے بھی ہو۔ چلو — اچھا ہوا اس جادوگرنی کے ہاتھوں ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ ورنہ اس کا حملہ بڑا خطرناک بھی ہو سکتا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"خدا نے مجھے بچا لیا۔ آؤ اب واپس ہوٹل چلتے ہیں۔ عنبر آ گیا ہو گا۔ وہ تمہیں اصلی حالت میں دیکھ کر بڑا خوش ہو گا۔"

ماریا بولی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"وہ تو مجھے دیکھ ہی نہیں سکے گا۔"

ناگ بولا:

"ارے بھئی میرا مطلب یہی تھا کہ وہ تمہیں محسوس کر کے، تمہیں سن کر بہت خوش ہو گا۔"

ماریا مسکرا رہی تھی۔ ناگ نے اسے ساتھ لیا اور ہوٹل کی طرف چلنے لگا۔

○

عنبر ہوٹل میں آ چکا تھا۔ اس نے ناگ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر پوچھا:

"ماریا کہاں ہے ناگ؟"

ناگ نے کہا:

"میرے ساتھ ہے۔"

عنبر چونکا:

"کیا وہ غائب ہو گئی؟"

ماریا نے قہقہہ لگا کر کہا:

"عنبر بھائی! میں غائب نہیں ہوئی بلکہ واپس آ گئی ہوں۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ۔"

اور پھر ناگ نے سارا واقعہ بیان کیا تو عنبر حیران

ہو کر رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو ماریا ان کے ساتھ ساتھ رہی تھی وہ نقلی ماریا تھی۔ اب اسے ماریا کی خوشبو بھی آنے لگی تھی۔ پہلے کے مقابلے میں کافی تیز تھی۔

ناگ عنبر ماریا دیر تک باتیں کرتے رہے پھر وہ کیٹی کے بارے میں سوچنے لگے۔

ناگ بولا:

"اگر کیٹی ہمیں کراچی میں نہ مل سکی تو پھر ہمیں یہاں سے ہندوستان کے شہر بمبئی جانا ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ وہاں ایجنٹا کے غاروں میں ہو سکتا ہے اس سے ملاقات ہو جائے۔"

اسی طرح باتیں کرتے رات کے بارہ بج گئے۔ عنبر اور ماریا آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے تو ناگ نے کہا:

"بھئی مجھے بالکل نیند نہیں آ رہی۔"

عنبر نے کہا:

"نیند تو ہمیں بھی کبھی نہیں آتی۔ لیکن صرف آرام کے لیے لیٹے ہیں۔ تم بھی لیٹ جاؤ۔"

ناگ بولا:

"میں تو شہر کی سیر کروں گا۔"

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر زیادہ دیر تک باہر نہ رہنا ناگ بھیا۔"

"نہیں میں جلد واپس آ جاؤں گا اور فکر نہ کرو میں کہیں گم نہیں ہوتا۔ یہ شہر میرا جانا پہچانا ہے۔"

ناگ یہ کہہ کر ہوٹل سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ رات کے بارہ بجے کے بعد شہر سنسان تھا۔ کبھی کبھی کوئی گاڑی یا رکشا شور مچاتا گذر جاتا تھا۔ ناگ ریلوے سٹیشن سے نکل کر ایک خالی سڑک پر صدر کے علاقے کی طرف روانہ ہو گیا۔

ادھر رات کے گیارہ بجے کی فلائیٹ پر کیٹی لندن سے کراچی پہنچی تو پونے بارہ بجے رات وہ ایئر پورٹ کی گاڑی میں سوار ہو کر اپنے ہوسٹل کے باہر اُتر گئی۔ گاڑی دوسری ایئر ہوسٹس خواتین کو لے کر آگے چلی گئی۔ کیٹی ہوسٹل کے دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اچانک تین نقاب پوش ایک ٹیوٹا کار میں سے نکل کر اس کی طرف لپکے اور اس سے پہلے کہ کیٹی شور مچاتی انہوں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر بند کر دیا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور بڑی تیزی سے گاڑی لے کر صدر کی طرف روانہ ہو گئے۔

کیٹی نے دل ہی دل ایک تھانیدار کا خیال کر کے چٹکی بجا دی مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے دوسری بار چٹکی بجائی۔ پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

ایک نقاب پوش نے کہا:

"یہ کم بخت چٹکی بجا رہی ہے۔"

دوسرا بولا:

"خوش ہو رہی ہے۔ فکر نہ کرو۔ ساری چٹکیاں ایک منٹ میں نکل جائیں گی۔"

تیسرا نقاب پوش جو گاڑی چلا رہا تھا بولا:

"اس کے منہ پر کپڑا باندھو۔ یہ شور مچائے گی۔"

کیٹی کے منہ کو انہوں نے مفلر سے کس کر باندھ دیا۔ اب وہ بالکل نہیں بول سکتی تھی۔ کیٹی کو ان تینوں نقاب پوش غنڈوں پر تو غصہ آنا ہی تھا لیکن اسے سب سے زیادہ غصہ اپنے جن دوست پر آ رہا تھا جس نے ایک بار پھر اس کی چٹکی کی طاقت چھین کر اسے مصیبت میں پھنسا دیا تھا۔ گاڑی رات کی خاموشی میں کراچی شہر کی خالی خالی سڑکوں پر بھاگی جا رہی تھی۔ صدر کے علاقے میں جا کر گاڑی ایک پرانی بلڈنگ کے گیٹ میں سے گذر کر گیراج میں داخل ہو گئی۔ نقاب پوش کیٹی کو اٹھا کر بلڈنگ کی تیسری منزل کے ایک کمرے میں لے گئے اور اسے صوفے پر گرا کر اس کے دونوں ہاتھ صوفے کے پیچھے کپڑے سے باندھ دیئے ایک نقاب پوش نے ٹیلی فون کے نمبر گھما کر فون پر کسی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے باتیں شروع کر دیں۔ وہ کہہ رہا تھا:

"سیٹھ! مال آ گیا ہے۔ بالکل تازہ اور نیا مال ہے ہم نہیں لینے آ رہے ہیں۔ تم دس ہزار روپے کے نوٹ بریف کیس میں ڈال رکھو۔"

دو نقاب پوش سیٹھ کو لینے کے لیے چل دیئے اور ایک نقاب پوش کیٹی کے پاس وہیں کمرے میں رہ کر پہرہ دینے لگا۔ اتنے میں نقاب پوش کو سگریٹ کے لیے ماچس کی ضرورت پڑی ماچس اسے کہیں نہیں مل رہی تھی۔ اس نے کیٹی کی طرف دیکھ کر کہا:

"میں نیچے چوکیدار کی کوٹھڑی سے ماچس لے کر ابھی آتا ہوں۔ خبردار کوئی ایسی ویسی حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔"

نقاب پوش کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر کے نیچے اُتر گیا۔ اس کے جاتے ہی کیٹی نے اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ مگر اس کے ہاتھ اتنے کس کر باندھے گئے تھے کہ وہ انہیں زیادہ ہلا جُلا نہیں سکتی تھی۔

نقاب پوش نیچے ماچس لینے آیا تو چوکیدار کوٹھڑی میں نہیں تھا۔ اس نے نقاب اتار کر جیب میں رکھ لیا تھا۔ وہ سڑک پر یہ دیکھنے کے لیے آیا کہ شاید چوک والے سگنلوں کے کھوکھے کی بتی روشن ہو مگر کھوکھا بند تھا۔

اچانک اسے سامنے سے ایک آدمی آتا نظر آیا۔ جب وہ آدمی اس کے قریب آیا تو غنڈے نے اس سے پوچھا:

"آپ کے پاس ماچس ہو گی؟"

یہ آدمی ناگ تھا جو رات کے سناٹے میں ٹہلتے ٹہلتے ادھر آ نکلا تھا۔

ناگ نے کہا:

"جی نہیں۔ میرے پاس ماچس نہیں ہے۔"

اور آگے چل پڑا۔ چند قدم ہی گیا تھا کہ اس کو کتے کے زور سے بھونکنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے گھوم کر دیکھا کہ کہیں اس آدمی پر کتے نے تو حملہ نہیں کر دیا۔ ناگ نے دیکھا کہ وہی آدمی جس نے اس سے ماچس مانگی تھی بلڈنگ کے گیٹ کے اندر کھڑے ہو کر جیب سے نقاب نکال کر پہن رہا تھا۔ ناگ کا ماتھا ٹھنکا۔ اسے کچھ شک ہوا کہ دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ نقاب پوش یہاں کسی کے گھر ڈاکہ ڈالنے جا رہا ہے۔

ناگ دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ جب نقاب پوش غنڈہ بلڈنگ کے اندر داخل ہو گیا۔ تو ناگ بھی بلڈنگ کی سیڑھیوں پر آ گیا۔ اسے اوپر سے نقاب پوش غنڈے کے سیڑھیاں چڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ ناگ نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک گہرا سانس کھینچا اور ایک ننھی سی چڑیا کا روپ بدل کر پھُر سے اوپر اُڑ کر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ نقاب پوش غنڈہ تیسری منزل پر پہنچ کر ایک کمرے کے دروازے کا تالا کھول رہا ہے۔ ناگ حیران تھا کہ اگر یہ اس شخص کا اپنا کمرہ ہے تو پھر اس کو نقاب پہننے کی کیا ضرورت تھی۔ نقاب پوش غنڈے نے بھی جب ایک چھوٹی سی چڑیا کو پھُر پھُر کر کے وہاں اڑتے دیکھا تو سوچنے لگا کہ یہ چڑیا اس وقت رات کو کہاں سے آ گئی ہے؟

وہ دروازہ ذرا سا کھول کر اندر داخل ہوا اور اس سے پہلے کہ ناگ اندر داخل ہوتا اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے چٹخنی لگا دی۔ ناگ باہر ہی رہ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ ہو سکتا ہے یہ شخص کہیں سے ڈاکہ مار کر آ رہا ہو یا ہو سکتا ہے کہ اس نے یونہی شوق کی خاطر نقاب پہن رکھا ہو۔ اسے واپس چلنا چاہیے۔ یہ سوچ کر ناگ نیچے اُڑنے ہی والا تھا کہ کمرے میں سے کسی شے کے گرنے کی آواز آئی:

اصل میں اندر کیپٹن نے زور سے پاؤں ہلا کر اس صوفے کو گرا دیا تھا جس پر اسے باندھا گیا تھا۔ نقاب پوش غنڈے نے کیپٹن کو بُرا بھلا کہا اور صوفے کو دوبارا سیدھا کر دیا اور چلا کر بولا:

"بدبخت عورت! اگر اب تو نے کوئی گڑبڑ کی تو میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا۔"

یہ آواز سنتے ہی ناگ وہیں رُک گیا۔ معاملہ گڑبڑ تھا۔ اندر تو کوئی عورت ہے جس پر ظلم ہو رہا ہے۔ ناگ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس عورت کی مدد کرے گا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اندر کیپٹن صوفے سے بندھی ہوئی ہے۔ ناگ کے لیے اندر جانا اس لیے مشکل ہو گیا کہ دروازے میں کسی جگہ چھوٹا سا سوراخ بھی نہیں تھا۔ اس جانب کمرے کا کوئی روشن دان بھی نہیں تھا۔ ناگ ننھی چڑیا کی شکل میں سیڑھیوں میں ایک طرف بیٹھا کمرے میں جانے کی کوئی ترکیب سوچ رہا تھا کہ اسے سیڑھیوں پر کچھ لوگوں کے چڑھنے کی آوازیں آنے لگیں۔ وہ جلدی سے اوپر اڑا اور ایک لکڑی کے تختے پر جا کر بیٹھ گیا اور نیچے تکنے لگا۔

دو آدمی جنہوں نے نقاب پہن رکھے تھے اپنے ساتھ ایک سیٹھ کو لیے اوپر آ رہے تھے۔ سیٹھ کے ہاتھ میں بریف کیس پکڑا ہوا تھا جس میں دس ہزار روپے کے کرنسی نوٹ تھے۔ ایک نقاب پوش نے کمرے کا دروازہ خاص انداز سے کھٹکھٹایا۔ اندر والے نقاب پوش نے دروازہ کھول

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دیا۔ دروازے کے کھلتے ہی ناگ پھر سے اڑ کر کمرے میں گھس گیا۔

نقاب پوشوں نے چڑیا کو دیکھا اور حیران ہوئے کہ یہ کہاں سے آ گئی۔ مگر وہ اس وقت کسی دوسرے معاملے میں بے حد مصروف تھے۔ ویسے بھی انہیں ایک ننھی سی چڑیا سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا۔ مگر اندر آتے ہی جب ناگ نے کیٹی کو صوفے پر بندھے دیکھا تو دنگ رہ گیا۔ کیٹی نے بھی چڑیا کو دیکھا تھا مگر اس کو ابھی تک معلوم نہیں تھا کہ یہ ناگ ہے۔

موٹے سیٹھ نے جھک کر غور سے کیٹی کو دیکھا اور مسکرا کر بولا:

"ٹھیک ہے، مال اچھا ہے۔ ہم تمہیں دس ہزار روپیہ دیتا ہے۔ مگر دو سو روپیہ اور دے گا۔ وہ کس لیے؟ وہ اس لیے کہ تم اس عورت کو یہاں سے نکال کر ہمارے جہاز پر سمندر میں پہنچائے گا۔ کیا تم لوگوں کو منظور ہے؟"

ایک نقاب پوش بولا:

"ہم اس سالی کو تمہارے جہاز پر پہنچائے گا سیٹھ۔"

"بہت خوب۔ ہم تمہیں جہاز پر پہنچ کر دو سو روپیہ ادا کرے گا۔"

ناگ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ وہ ایک اونچی الماری کے اوپر کونے میں بیٹھا تھا۔ کیٹی نے گھبرا کر ایک بار پھر چٹکی بجائی۔

سیٹھ حیران ہو کر بولا:

"ارے! یہ تو چٹکی بجاتی ہے۔"

نقاب پوش بولا:

"ہاں سیٹھ! یہ بہت خوش ہوتی ہے تو چٹکی بجاتی ہے۔"

سیٹھ پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنسا اور بولا:

"ہم اس کو چٹکی والی حسینہ بولے گا۔"

نقاب پوش نے کیٹی کو صوفے سے کھولنا شروع کیا ناگ نے سانس اوپر کھینچ کر زور سے اڈاری ماری۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سانپ بن کر اڑتا ہوا ایک نقاب پوش کی گردن سے جا کر لپٹ جائے گا اور اس کا کام تمام کر دے گا، لیکن اس کے ساتھ ایک ایسی بات ہوئی کہ اسے یقین نہیں آیا کہ وہ ناگ ہے۔

ایسا ہوا کہ وہ سانس اوپر کھینچنے کے بعد بھی سانپ نہ بن سکا اور چڑیا کی شکل میں ہی ایک نقاب پوش سے جا ٹکرایا۔ نقاب پوش پہلے ہی اس چڑیا کو دیکھ کر سخت غصے میں تھا۔ اس نے زور سے چڑیا کو ہاتھ مارا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ کو دھکا لگا اور وہ سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑا۔ اس کی ٹانگ زخمی ہو گئی تھی۔ وہ فرش پر اندھیرے کونے میں پڑا رہا۔ اس نے اڑنے کی کوشش کی مگر وہ اڑ نہیں سکتا تھا۔ نقاب پوش نے کیٹی کا منہ نہیں کھولا تھا۔ وہ اسے باہر کو دھکیلتے ہوئے بولا:

"سیٹھ تمہاری لانچ — میرا مطلب ہے تمہارے جہاز کا نام سیٹھانہ ہے نا؟"

سیٹھ بولا:

"ہاں بابا۔ سیٹھانہ ہی نام ہے تم اس پر پہلے بھی آ چکے ہو۔ بڑا والا لانچ ہے جہاز کے موافق ہے ویسٹ وارف میں بیس میل آگے سمندر میں کھڑا ہے۔ تم چلو ناں میرے ساتھ۔"

اور وہ کیٹی کو کمرے سے باہر لے گئے۔ باہر سے کمرے کے دروازے پر تالا ڈال دیا گیا۔ ناگ چڑیا کی شکل میں کمرے کے فرش پر گرا ہوا تھا اور اس کی ٹانگ درد کر رہی تھی۔ اس کو حیرانی تھی کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا کہ وہ اپنی شکل نہیں بدل سکا۔ کیا اس کی یہ طاقت ختم ہو گئی ہے؟ ناگ سخت پریشان تھا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے ایک بار پھر سانس کھینچ کر چھوڑا تو اسے بہت خوشی ہوئی۔ وہ چڑیا سے بدل کر اپنی اصلی

انسانی شکل میں آ گیا تھا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔ مگر اب اس کی ٹانگ درد کر رہی تھی اور وہ رینگ کر ہی چل سکتا تھا۔

وہ سانپ بن کر کمرے کی کھڑکی میں سے نیچے اتر سکتا تھا مگر وہ سانپ بنتے ہوئے گھبرا سا رہا تھا کہ کہیں اس کی طاقت پھر دھوکہ نہ دے جائے اور وہ سانپ کی بجائے پھر چڑیا نہ بن جائے، لیکن اسے یہ خطرہ ہر حالت میں مول لینا ہی تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے سانپ کا خیال کیا اور گہرا سانس کھینچا آخر وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ وہ سانپ نہ بن سکا اور ناگ ہی رہا۔

اس کا جلدی واپس ہوٹل پہنچ کر عنبر اور ماریا کو یہ سب کچھ بتانا بھی ضروری تھا تاکہ کیٹی کو بچایا جا سکے۔ ہو سکتا ہے اگر دیر ہو گئی تو یہ بردہ فروش سیٹھ کیٹی کو لے کر کسی عرب ملک میں نکل جائے۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ بعض لوگ یہی ناپاک دھندا کرتے ہیں کہ پاکستان سے عورتوں کو اغوا کر کے عرب ملکوں میں لے جاتے ہیں اور پھر وہاں فروخت کر دیتے ہیں۔

ناگ نے ٹیلی فون کی طرف دیکھا تو رینگتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ اس نے اپنے ہوٹل فون کیا اور عنبر کو اوپر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے بلوایا۔ عنبر نے ناگ کی آواز سن کر پوچھا:

"کیا بات ہے ناگ بھیا! تم کہاں سے بول رہے ہو؟"

ناگ نے اسے سارا واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ وہ فلاں بلڈنگ کی تیسری منزل کے ایک کمرے میں زخمی پڑا ہے اور اس کی شکل بدلنے کی طاقت شاید وقتی طور پر ختم ہو چکی ہے۔

عنبر نے کہا:

"گھبراؤ مت — ہم آ رہے ہیں۔"

عنبر نے ماریا کو ساتھ لیا اور وہ تیز تیز چل کر پچھلی رات کے اندھیرے اور خاموشی میں سڑکوں پر سے گذرتے اس بلڈنگ کے سامنے آ گئے جس کی تیسری منزل کے ایک کمرے میں ناگ زخمی حالت میں پڑا تھا۔ ماریا نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا:

"عنبر! اس بلڈنگ کی تیسری منزل میں کہیں بھی روشنی نہیں ہو رہی۔"

عنبر بولا:

"ہمیں اوپر جا کر پتہ کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے یہ سامنے والی جو کھڑکی بند ہے اسی کمرے میں ناگ ہے۔"

ماریا بولی:

"چلو اوپر چلتے ہیں۔ اگر کمرہ بند بھی ہوا تو میں اندر جا کر پتہ کر لوں گی۔"

عنبر اور ماریا تیزی سے اوپر تیسری منزل پر آ گئے ایک کمرے کے باہر انہوں نے تالا پڑا ہوا دیکھا۔

ماریا بولی:

"ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ وہ اسی کمرے میں ہوگا۔"

خوشبو عنبر نے بھی محسوس کی، بولا:

"ہاں — میں تالا توڑتا ہوں۔"

عنبر نے تھوڑا سا زور لگا کر تالا توڑ ڈالا۔ اندر جا کر دیکھا کہ ناگ فرش پر سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس نے ٹانگ سیدھی کر رکھی تھی۔

"کیا زیادہ چوٹ آئی ہے ناگ بھیا!"

ماریا اس کے قریب جا کر بولی۔ عنبر نے ٹانگ کو غور سے دیکھا۔

عنبر نے کہا:

"بہت درد ہو رہا ہے۔ کم بخت نقاب پوش نے بڑے زور سے ہاتھ مارا تھا۔"

عنبر چونکہ جڑی بوٹیوں کے علاج بھی کرتا رہا تھا۔ اس لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹانگ کا معائنہ کرنے کے بعد کہنے لگا:

"ناگ! فکر کی بات نہیں۔ تمہاری ران کا پٹھہ چڑھ گیا ہے۔ ہوٹل چل کر تم آرام کرو اور ہم کیٹی کی تلاش میں جاتے ہیں۔"

ناگ بولا:

"تم مجھے ٹیکسی میں بٹھا کر کسی طرح ہوٹل تک پہنچا دو مگر کیٹی کی جلدی مدد کرو۔ لگتا ہے اس کی چیخ پھر دھوکا دے گئی ہے۔"

عنبر نے ناگ کو کاندھے پر اٹھایا اور نیچے آ گیا۔ ماریا بھی ساتھ تھی۔ اب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تھی۔ ٹیکسیاں اور رکشے کبھی کبھی گذر جاتے تھے۔ عنبر نے ایک ٹیکسی کھڑی کروائی۔ ناگ کو اس میں لٹایا اور اپنے ہوٹل کی طرف چل دیا۔ ہوٹل کے کمرے میں ناگ کو لٹا کر عنبر نے اس کی ران پر کپڑا باندھا اور اس سے سیٹھ کی لانچ کا نام اور دوسری ضروری باتیں پوچھ کر ماریا کو ساتھ لیا اور کراچی بندرگاہ کے ولیسٹ وارف کی طرف روانہ ہو گیا۔

بندرگاہ پر سخت پہرہ ہوتا ہے اور کوئی آدمی پاس کے بغیر اندر نہیں جا سکتا۔

عنبر نے اس پریشانی کا ماریا سے ذکر کیا اور کہا:

"میں طاقت کے زور پر اندر جا سکتا ہوں۔ مگر اس

طرح سے شور مچ جائے گا۔ اور میں کسی پہرے دار کو مارنا بھی نہیں چاہتا۔"

ماریا بولی:

"یہ کام میں کر دوں گی۔ تم میرے ساتھ آؤ۔"

وہ بندرگاہ کے ولیسٹ وارف کے گیٹ سے تھوڑی دور رُک گئے۔ ماریا نے عنبر کو ایک سٹور کی دیوار کے پیچھے کھڑا کر دیا اور خود چوکیدار سپاہی کی طرف بڑھی جو بندوق لیے وردی پہنے پہرہ دے رہا تھا۔ مگر اس وقت سٹول پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ ماریا اس کے بالکل پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ مگر پہرے دار اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ماریا نے اس کے ہاتھ سے سگریٹ کھینچ کر پھینک دیا۔ پہرے دار ہکا بکا ہو کر تکنے لگا کہ اس کے ہاتھ سے سگریٹ کس نے پھینک دیا ہے۔ اسے وہاں کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ گھبرا گیا۔ اسے اچانک ایک عورت کی بھاری بھرکم آواز سنائی دی:

"تمہیں معلوم نہیں سگریٹ پینے سے پھیپھڑوں میں کینسر ہو جاتا ہے؟"

اس غیبی آواز نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی۔ پہریدار کو پسینہ آ گیا۔ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کے حلق سے آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔ ماریا نے اس کی گردن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور بولی :

"اگر تم نے دوبارا سگریٹ پیا تو میں تمہاری گردن مروڑ دوں گی۔ تمہیں معلوم نہیں میں اس عورت کی بدروح ہوں جو پچھلے مہینے کراچی کے ساحل پر سمندر میں ڈوب کر مر گئی تھی۔"

پہرے دار کی گگی بندھ گئی۔ دہشت کے مارے خون ٹھنڈا یخ ہو گیا اور وہ دھڑام سے سٹول پر سے پیچھے کی طرف گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ ماریا اسے کھینچ کر اندھیرے میں ایک طرف لے گئی۔ عنبر لپک کر وہاں آ گیا۔

ماریا نے کہا :

"جلدی سے اس کی وردی اتار کر پہن لو۔"

عنبر نے کہا :

"وردی اتارنے اور پہننے میں دیر ہو جائے گی ماریا — ابھی رات کا تھوڑا تھوڑا اندھیرا باقی ہے۔ ہمیں یہاں سے آگے نکل جانا چاہیے۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

ماریا نے کہا اور وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے سمندر شروع ہوتا تھا۔ یہاں کتنے ہی بڑے بڑے غیر ملکی جہاز کھڑے تھے۔ لیکن وہ سیٹھنا نامی جس جہاز یا بڑے لانچ کی تلاش میں تھے وہ وہاں سے

"بیس میل دور سمندر میں کھڑا تھا۔"

ماریا نے کہا :

"ہمیں یہاں سے کوئی چھوٹی کشتی پکڑنی ہوگی عنبر۔"

"مجھے تو یہاں کوئی کشتی دکھائی نہیں دیتی۔"

عنبر بولا :

ماریا نے کہا :

"وہاں — وہ اس جہاز کے پاس ایک کشتی کھڑی ہے۔"

دونوں کشتی کے قریب آ گئے۔ یہ ایک موٹر بوٹ تھی۔ یعنی اس کشتی میں موٹر لگی تھی۔ عنبر نے کہا :

موٹر سٹارٹ کر دی تو شور اٹھے گا۔"

ماریا بولی :

"ہم اسے یہاں سے ویسے ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ آگے جا کر سٹارٹ کر دیں۔"

کشتی میں دو لمبے لمبے چپو بھی رکھے ہوئے تھے۔ ماریا اور عنبر کشتی میں بیٹھ گئے اور چپو چلا کر کشتی کو آہستہ آہستہ جہاز سے دور اندھیرے میں لے گئے۔ یہاں آگے پھر ایک جہاز کھڑا تھا۔ اس جہاز کے قریب سے گذرنے لگے تو جہاز کے اوپر سے کسی چوکیدار کی آواز آئی :

"ارے جمن! کشتی لے کر کہاں چلا صبح سویرے؟"

عنبر نے بھی چوکیدار ایسی آواز بنا کر کہا :

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دادا — ایک آدھ مچھلی پکڑوں گا۔"

چوکیدار نے اوپر سے قہقہہ لگا کر کہا:

"میرے لیے بھی لانا ایک شکار۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ کشتی سمندر میں جب ایک میل نکل آئی تو اس کا انجن سٹارٹ کر دیا گیا۔ موٹر بوٹ بالکل سیدھ میں جا رہی تھی۔ پندرہ میل کے بعد گہرا سمندر آ گیا۔ اب پچھلے پہر کی ہلکی ہلکی پھیکی سی روشنی میں سمندر کی لہریں نظر آنے لگی تھیں۔

عنبر نے کہا:

"ماریا! تم جا کر دیکھو۔ لانچ کدھر کھڑی ہے۔"

ماریا بولی:

"میں جا رہی ہوں۔"

اور ماریا کشتی میں سے اچھلی اور سمندر کی لہروں سے کوئی دس فٹ بلند ہو کر سمندر کے اوپر چلنے لگی۔ اس کی رفتار تیز تھی اور وہ ہوا میں جیسے اڑتی ہوئی جا رہی تھی۔ چار سمندری میل چلنے یا اڑنے کے بعد اسے دور سمندر میں ایک لانچ آہستہ آہستہ سفر کرتی دکھائی دی۔ ماریا نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ وہ اڑتی ہوئی اس لانچ کے اوپر آ گئی۔ لانچ پر کچھ آدمی بیٹھے صبح منہ اندھیرے کی چائے کیتلی میں سے نکال کر پی رہے تھے۔ ماریا لانچ کے عرشے پر اتر آئی۔ کسی نے اسے نہ دیکھا۔ لانچ کے عرشے سے سیڑھی نیچے جاتی تھی۔ ماریا نیچے آ گئی۔ اس کو ایک بند کیبن کے اندر سے چٹکی بجانے کی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گئی کہ اندر کیٹی ہی ہے اور چٹکی بجا کر اپنی شکل بدلنے کی کوشش کر رہی ہے۔

وہ بند دروازے سے گذر کر اندر چلی گئی۔ کیا دیکھتی ہے کہ کیٹی بستر پر بیٹھ کر چٹکی بجا رہی ہے۔

ماریا نے کہا:

"چٹکی اب تمہارے کسی کام کی نہیں رہی کیٹی!"

کیٹی نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا اور خوش ہو کر بولی:

"ماریا بہن! یہ تم ہو؟"

"تو اور کون ہو سکتا ہے۔ عنبر بھی ساتھ ہے مگر وہ پیچھے موٹر بوٹ میں ہے۔ ہم تمہیں لینے آئے ہیں۔"

کیٹی بولی:

"مگر میری چٹکی کام نہیں کر رہی ماریا — میں تمہارے ساتھ کیسے جاؤں گی۔ یہاں تو بڑا سخت پہرہ ہے۔ اور ان لوگوں کے پاس مشین گنیں اور بم بھی ہیں۔"

ماریا نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کوئی بات نہیں۔ یہ بم اور گولے ان ہی کو تباہ کر دیں گے۔ اس لیے کہ یہ ناپاک دھندا کرنے والے ناپاک لوگ ہیں۔ میں عنبر کو لے کر آتی ہوں تاکہ ہم پوری طاقت سے ان بردہ فروش خطرناک غنڈوں کا مقابلہ کر سکیں۔"

ماریا لانچ پر سے اچھل کر سمندر کی سطح کے اوپر اڑتی ہوئی واپس عنبر کے پاس چلی گئی اور پھر اسے بتایا کہ کیپٹن لانچ میں موجود ہے مگر وہاں گولہ بارود بہت ہے اور کیپٹن کو بڑی احتیاط کے ساتھ وہاں سے نکالنا ہوگا۔ کیوں کہ اگر گولہ بارود پھٹ گیا تو اس کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے۔

عنبر نے کہا:

"فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر میں ان لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ پاکستان کے پاک دامن پر گناہ کے دھبے ہیں۔ میں ان دھبوں کو صاف کر دوں گا۔"

اور وہ موٹر بوٹ کو لے کر لانچ کی طرف بڑھا:

کیپٹن اغوا کر لی گئی

لانچ کے پہرے دار سمگلروں نے ایک کشتی کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا۔

انہوں نے مشین گن سے فائر کھول دیا۔ گولیاں تڑتڑ کرتی عنبر کے قریب سے گذرنے لگیں۔ کشتی میں گولیاں لگیں تو پٹرول کی ٹینکی پھٹ گئی اور کشتی میں آگ کا دھماکہ ہوا۔ عنبر نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ ماریا اس کے اوپر اوپر جا رہی تھی۔

ماریا نے کہا:

"عنبر بھیا! تم لانچ کی پچھلی طرف سے آؤ۔ میں اس کے اندر جا رہی ہوں۔"

سمگلروں نے عنبر کو سمندر میں چھلانگ لگاتے دیکھ لیا تھا۔ عنبر نے غوطہ لگا دیا۔ وہ اب سمندر کے نیچے ہی نیچے لانچ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جس طرح کوئی تارپیڈو کسی جہاز کی طرف بڑھتا ہے۔ ماریا پہلے لانچ پر پہنچ گئی۔ اب صبح کی روشنی بھی چاروں طرف پھیل گئی تھی۔ ماریا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے دیکھا کہ چار سمگلر مشین گنیں سیدھی کیے عرشے پر کھڑے تھے۔ نیچے سے سیٹھ بھی توند سنبھالتا ہوا اوپر آ گیا۔ اس کے ساتھ دو باڈی گارڈ بھی تھے جنہوں نے پستول پکڑ رکھے تھے۔

"ارے یہ کون لوگ آیا ہے بابا— یہ تو کم بخت کسٹم کی کشتی تھی۔ ڈوب گئی اچھا ہوا!"

ایک سمگلر مشین گن لہرا کر بولا:

"سیٹھ غرق کر دیا کشتی کو— ایک آدمی اس میں بیٹھا تھا کسٹم والا۔ اس کو بھی مار دیا۔"

"شاباش! تم لوگوں کو انعام ملے گا۔ انعام ملے گا۔"

پھر سیٹھ نے اپنے باڈی گارڈوں کی طرف دیکھ کر کہا،

"ارے اس عورت پر بھی پہرہ رکھو۔ میرے پاس کیا کر رہے ہو تم۔ چلو۔ جلدی چلو۔"

سیٹھ باڈی گارڈوں کو ساتھ لے کر لانچ کی سیڑھیاں اُتر گیا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے نیچے اُتر گئی۔ وہ سیدھی کیٹی کے کیبن میں آ گئی۔ اس نے دیکھا کہ کیٹی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔

ماریا کی خوشبو محسوس کرتے ہی بولی:

"ماریا بہن؟"

"کیٹی! میں آ گئی ہوں۔ عنبر بھی میرے ساتھ ہے۔"

کیٹی نے کہا:

"یہ دھماکہ کیا ہوا تھا؟"

ماریا نے اسے بتایا کہ ٹینکی پھٹنے سے کشتی غرق گئی ہے اور عنبر سمندر میں غوطہ لگا کر پہنچنے والا ہے

"میں ان لوگوں کی خبر لیتی ہوں۔ تم یہاں خاموشی سے بیٹھی رہنا۔"

ماریا کیبن سے نکلی تو باہر دونوں گارڈ پہرے پر کھڑے ہو گئے تھے اور سیٹھ اپنی موٹی توند پر ہاتھ پھیرتے ہو کہہ رہا تھا۔

"خبردار! یہاں سے مت ہلنا۔ ہم تم کو بھی انعام دے گا۔ کسٹم پولیس کو ہمارے لانچ کی خبر ہو گئی ہے۔ وہ ابھی اور لوگ بھی آ سکتا ہے۔"

سیٹھ نے لانچ کے ڈرائیور سے کہا کہ وہ لانچ فل سپیڈ پر چھوڑ دے۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی اندر روم میں آ گئی۔ یہاں انجن چل رہے تھے۔ فضا گرم تھی اور کئی ہتھیاں، بیور اور ڈائیل لگے ہوئے تھے۔ ماریا انجن کی پچھلی طرف آ گئی یہاں پٹرول کی ٹینکی بنی ہوئی تھی۔ ماریا کو معلوم تھا کہ اگر پٹرول میں چینی یعنی شکر ملا دی جائے تو پٹرول بے کار ہو جاتا ہے اور اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے انجن سٹارٹ نہیں ہو سکتا۔ ماریا انجن روم سے نکل کر کچن میں آ گئی۔ لانچ کا یہ کچن چھوٹا سا تھا اور ایک گول ڈبے میں چینی پڑی تھی۔ باورچی صبح کا ناشتہ تیار کر رہا تھا۔ اسے ماریا کے اندر داخل ہونے کا کوئی احساس نہ ہوا۔ ماریا نے ڈبے کی طرف ہاتھ بڑھایا تو عین اسی وقت باورچی نے بھی ڈبے کی طرف بازو پھیلایا۔ کیوں کہ وہ انڈوں کے حلوے میں چینی ڈالنا چاہتا تھا۔ مگر ماریا کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اسے ضائع کرے۔ اس نے پہلے ہاتھ بڑھا کر ڈبہ اٹھا لیا۔

باورچی نے ایک دم سے ڈبہ غائب ہوتے دیکھا تو وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ بار بار آنکھیں جھپکائیں۔ ڈبے والی خالی جگہ پر ہاتھ لگایا۔ ڈبہ غائب تھا۔ پھر اپنا سر کھجایا۔ گھوم کر پیچھے دیکھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ ماریا چینی کا ڈبہ لے کر جا چکی تھی۔

وہ سیدھی انجن روم میں آئی اور اس نے پٹرول کی ٹینکی کا چھوٹا سا ڈھکنا کھول کر اس کے اندر ساری چینی انڈیل دی۔ وہ لپک کر اوپر آ گئی۔ یہاں ایک طرف پٹرول کے چار بڑے بڑے سلنڈر عرشے پر جنگلے کے ساتھ لگے تھے۔

اس نے جھک کر سمندر کی طرف دیکھا تو اسے عنبر

نظر آیا جو ایک رسی کو تھامے سمندر سے نکل کر لانچ کی دیوار پر چڑھ رہا تھا۔

ماریا نے آہستہ سے کہا:

"آ جاؤ اوپر عنبر۔"

عنبر نے اوپر دیکھا۔ اسے ماریا دکھائی تو نہ دی مگر اسے معلوم تھا کہ ماریا عرشے پر جنگلے کے ساتھ لگ کر کھڑی ہے۔ اس دوران میں ماریا نے جنگلے کی زنجیر ایک طرف سے کھول دی اور پٹرول کے سلنڈر باری باری سمندر میں لڑھکا دیئے۔ پہلا سلنڈر سمندر میں گرا تو سمگلر پہرے دار چونک کر اس طرف آئے مگر ان کے آتے آتے ماریا نے دوسرے پٹرول کے سلنڈر بھی سمندر میں گرا دیئے تھے۔ وہاں شور مچ گیا۔ ایک سمگلر کی نظر عنبر پر پڑی تو اس پر مشین گن سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ عنبر گولیوں سے چھلنی ہو کر سمندر میں گر جائے گا۔ ایسا نہ ہوا۔

سمگلر پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو تکنے لگا۔ عنبر پر گولیاں برس رہی تھیں لیکن یہ رسی کی مدد سے برابر لانچ پر چڑھ رہا تھا۔ سمگلر چاقو سے رسی کاٹنے لگا تو عنبر اوپر پہنچ گیا۔ دوسرے سمگلر بھی مشین گنیں لے کر وہاں آ گئے۔ عنبر نے ایک سمگلر کے ہاتھ سے مشین گ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لے کر سمندر میں پھینک دی اور اسے ایک ایسا زبردست مکا مارا کہ سمگلر کا جبڑا اپنی جگہ سے ہل گیا اور وہ قلا بازی کھاتا ہوا دوسری طرف سے سمندر میں لڑھک گیا۔ دوسرے سمگلروں نے عنبر پر ہلہ بول دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ میں کھڑا عنبر ان کی طرف گھورتا رہا۔ گولیاں عنبر کے جسم سے ٹکرا کر اِدھر اُدھر گر رہی تھیں یہ ایک ایسا منظر تھا کہ سمگلروں کے ہوش گم ہو گئے۔ انہوں نے زندگی میں کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ وہ سمجھے کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ کوئی جن بھوت ہے۔ ان کو اور زیادہ خوف زدہ کرنے کے لیے عنبر نے منہ کھول کر ایسی ڈراؤنی آواز نکال کر تینوں پہرے دار سمگلروں نے بھاگ کر سمندر میں چھلانگ لگا دی:

ماریا یہ سارا کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس نے عنبر کو آواز دی:

"عنبر بھیا! کیٹی نیچے ہے کیبن میں۔"

وہ دونوں کیبن کی طرف چلے تو سیٹھ اپنے دونوں باڈی گارڈوں کے ساتھ شور مچاتا بھاگا چلا آ رہا تھا۔

"ارے گولیاں چل رہی ہیں۔ کسٹم پولیس نے چھاپہ مارا ہے۔ کشتی سمندر میں اتارو۔ لانچ کو چھوڑ دو۔"

ادھر پڑول میں چینی ملا دینے کی وجہ سے انجن بند

ہو گیا۔

سیٹھ نے عنبر کو دیکھا تو چیخ کر بولا:

"اس کو پکڑ لو۔ یہ کسٹم والوں کا آدمی ہے۔"

باڈی گارڈوں نے پستول سے عنبر پر فائر کر دیا۔ دو گولیاں عنبر کے سینے اور پیٹ سے لگ کر پھسل کر دُور جا گریں۔ سیٹھ اور باڈی گارڈ آنکھیں پھاڑ کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ کیوں کہ پستول کا نشانہ بڑے قریب سے لیا گیا تھا۔

ماریا نے سیٹھ کی موٹی توند پر زور سے لات ماری اور سیٹھ دھڑام سے گر پڑا:

"ارے یہ کس کم بخت نے میرے پیٹ پر لات ماری ہے ارے اس کو گولی مار دو۔ گولی مار دو۔"

ماریا نے دونوں سمگلروں کے ہاتھوں پر باری باری ہاتھ مار کر پستول گرا دیئے۔ عنبر نے ایک سمگلر کو گردن سے پکڑ کر مُردہ چوہے کی طرح فرش سے دو فٹ اوپر اُٹھا لیا۔ ماریا نے دوسرے سمگلر کے قریب جا کر اس کے منہ پر ایسا تھپڑ رسید کیا کہ اس کا منہ دوسری طرف گھوم گیا اور گردن ٹیڑھی ہو گئی۔ دوسرا سمگلر یہ معاملہ دیکھ کر اس قدر ڈرا کہ بے ہوش ہو کر سیڑھیوں کے پاس ہی گر پڑا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سیٹھ فرش پر پڑے پڑے کانپ رہا تھا۔

"ارے بابا لوگ! ہم کو معاف کر دیو۔ ہمارا کوئی قصور نہیں۔ تمہارا عورت لوگ ادھر کیبن میں ہے۔ تم اس کو لے لو۔ ہماری جان بخشی کر دو۔"

عنبر نے کہا:

"تم ان سارے سمگلروں کے اصل سرغنہ ہو۔ تمہیں ہم کیسے چھوڑ دیں گے۔ اٹھو!"

عنبر نے اسے ٹھوکر ماری۔ سیٹھ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

"اوئی — یہ ہم نے کیا کر لیا اپن کے ساتھ بابا — اُف — بُرے کام کا انجام بُرا ہی نکلتا ہے۔ ارے ہم کو معاف کر دیو سائیں۔"

عنبر نے ماریا سے کہا:

"ماریا۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"

ماریا کی آواز آئی:

"اسے میں خود اوپر لے جا کر سمندر میں گراؤں گی۔"

موٹا سیٹھ غیبی آواز سن کر تھر تھر کانپنے لگا:

"اوئی۔ اوئی۔ یہ تو کسی چڑیل کی آواز ہے۔ اف مارو نہیں۔ مجھے نہیں مارنا چڑیل جی — تم ہمارے کی بہن ہو۔ تم اپن کی بہن ہو۔"

ماریا نے کہا:

"تم نے نہ جانے کتنے ہنستے بستے گھروں کو اجاڑا ہے نہ جانے اب تک تم کتنے بچوں کتنی شریف لڑکیوں کو اغوا کر کے دوسرے ملک میں لے جا کر فروخت کر چکے ہو۔ تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ تمہارا جرم انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنا جرم ہے اور تمہیں اس جرم کی سزا مل کر رہے گی اوپر چلو۔"

موٹے سیٹھ کا رنگ زرد تھا اور دہشت کے مارے اس کے منہ سے بات نہیں نکل رہی تھی۔ ماریا نے اسے پیچھے سے پکڑا اور کھینچتی ہوئی اوپر لے گئی۔ اس نے عنبر سے کہا:

"عنبر! تم کیبن میں جا کر کیٹی کو نکال لاؤ۔"

ماریا سیٹھ کو لڑکھڑاتے سانڈ کی طرح گھسیٹتی ہوئی عرشے پر یعنی بڑی لانچ کے فرش پر لے گئی۔ سیٹھ کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا ہوا تھا۔ وہ ماریا کی گرفت سے نکلنے کی بڑی کوشش کر رہا تھا مگر ماریا سے اپنا آپ بچانا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ وہ موٹے سیٹھ کو دھکیلتی ہوئی لانچ کے جنگلے کے پاس لے گئی اور اسے اتنی زور سے لات ماری کہ سیٹھ ایک چیخ بلند

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر کے دھڑام سے اور موج جھینس کیطرح
سمندر میں تھوڑے سے ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد الیاڈجا
کہ پھر نہ ابھر سکا۔ اتنے میں عنبر کیٹی کو بھی لے کر آگیا۔
اس نے کہا:

"ماریا بہن! اگر تم وقت پر عنبر کو لے کر نہ آتیں
تو ان لوگوں نے مجھے دوبئی پہنچ کر کسی کے ہاتھ
فروخت کر دینا تھا۔ پھر میں کچھ نہیں کر سکتی تھی
کیوں کہ میری چٹکی کام ہی نہیں کرتی۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"میرا خیال ہے کیٹی! اب تم چٹکی کو بھول جاؤ۔
یہ کم بخت تمہیں کسی وقت بہت بڑی مشکل
میں پھنسا دے گی۔"

ماریا بولی:

"عنبر ٹھیک کہتا ہے۔ تم چٹکی کی بجائے اب
طبلہ بجایا کرو۔"

کیٹی نے ہنستے ہوئے کہا:

"طبلہ کیا ہوتا ہے؟"

عنبر بولا:

"اصطبل کے سب سے چھوٹے بیٹے کو طبلہ
کہتے ہیں۔"

ماریا بولی:

"مگر ہمارے ساتھ جو ایک اور طبلہ ہو گیا ہے
کچھ اس کی بھی خبر ہے؟"

"وہ کیا؟" عنبر نے پوچھا۔

ماریا نے کہا:

"میں نے پٹرول کی ٹینکی میں چینی ڈال دی ہے۔
اب یہ لانچ نہیں چل سکے گی۔"

عنبر بولا:

"اور تم نے فالتو پٹرول کے سلنڈر بھی تو سمندر
میں گرا دیئے ہیں۔ میں نے دیکھا تھا۔"

لانچ کھڑی ہو گئی تھی۔ ماریا بولی:

"میرا خیال تھا کہ مجھے پہلے انجن کو روک دینا
چاہیے۔ اس لیے میں نے پٹرول میں شکر
ملا دی۔"

عنبر بولا:

"تم نے یہ سمجھا کہ تم چائے میں شکر ملا رہی ہو۔"

کیٹی بولی:

"مگر اب کیا کرنا چاہیے۔"

عنبر نے کہا:

"وہی کرنا چاہیے جو سب لوگ ہنگامی حالات

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہیں کیا کرتے ہیں۔ یعنی کہ لائف بوٹ نکال کر سمندر میں ڈالتے ہیں اور واپس چلتے ہیں۔"

ماریا بولی:

"اس لانچ کا انجام کیا ہوگا؟"

عنبر بولا:

"وہی جو اس قسم کی بدکردار اور ناپاک کاروبار کرنے والی لانچوں کا ہوا کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ ہم اسے آگ لگا دیں گے۔ نہ رہے بانس نہ بجے گی کی بانسری!"

ماریا نے کہا:

"مگر اندر پٹرول تو ہے نہیں۔ آگ کیسے لگائیں گے؟"

عنبر نے کہا:

"لانچ میں اسلحہ کافی ہے۔ ہم ٹائم بم لگا دیں گے اس میں۔"

کیٹی بولی:

"تو پھر دیر کس بات کی ہے؟ لیکن تم لوگ ناگ کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟"

عنبر مسکراتے ہوئے کہنے لگا:

"اری کیٹی بی بی! یہ ناگ ہی نے تو ہمیں تمہارے بارے میں خبر دی تھی۔ وہ تو چڑیا بن کر کمرے

میں بھی گیا تھا مگر ٹریجڈی ہو گئی۔"

ماریا بولی:

"یعنی اس کے ساتھ بھی طبلہ ہو گیا؟"

عنبر نے کہا:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اب جب بھی کوئی ٹریجڈی ہوئی تم طبلہ ضرور بجایا کرو گی۔"

ماریا ہنسنے لگی:

"ایسا ہی سمجھ لو۔ میں تو ٹریجڈی کو اب طبلہ ہی کہوں گی۔ کیوں کہ طبلہ بجانا بھی تو ایک ٹریجڈی ہی ہے۔"

کیٹی نے پوچھا:

"میں نے ایک چڑیا کو اندر آتے دیکھا تھا۔ مگر پھر کیا ہوا؟"

عنبر بولا:

"وہی ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ پہلے تو تمہاری چٹکی دھوکہ دے جاتی تھی اب ناگ کے ساتھ بھی مذاق شروع ہو گیا ہے۔"

ماریا نے جھٹ کہا:

"یعنی اس کا بھی طبلہ بجنے لگا ہے۔"

کیٹی نے تعجب سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا وہ سانپ نہیں بن سکا؟"

عنبر نے کہا:

"بالکل نہیں — بے چارہ زخمی ہو کر گر پڑا اور اس کے بعد جب اس نے سانس کھینچی تو پھر سے انسانی شکل میں آ گیا۔ تم جا چکی تھیں۔ اس نے وہیں سے ہمیں فون کیا۔ ہم اسے اٹھا کر ہوٹل لے گئے۔ وہاں جا کر اسے لٹایا۔ ٹانگ کا پٹھہ کھنچ گیا ہے؟"

کیٹی نے کہا:

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔ کون سا پٹھہ کھنچ گیا ہے اس کا؟"

ماریا بولی:

"ایک الو کا پٹھہ ہے وہ کھنچ گیا ہے۔"

کیٹی اور عنبر ہنس پڑے۔

ماریا نے کہا:

"بھئی اب ہنگامی کشتی نکالی جائے اور عنبر بھائی! تم نیچے جا کر ٹائم بم لگا آؤ۔ مگر خدا کے لیے آدھ گھنٹے بعد کا وقت رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ابھی دس قدم کے فاصلے پر ہی ہوں اور ہماری اس لائف بوٹ کا بھی بم کے پھٹنے سے

طبلہ بج جائے۔"

ماریا اور کیٹی نے عرشے پر سے لائف بوٹ یعنی جان بچانے والی چھوٹی کشتی کو کھولا اور اسے رسّی کی مدد سے سمندر میں لٹکا دیا۔ عنبر نیچے اس کیبن میں چلا گیا جہاں اسلحہ پڑا ہوا تھا۔ یہاں اس نے تلاش کر کے ایک ٹائم بم نکالا۔ بارود کے گٹھے کے اوپر لگے کلاک پر اس نے آدھ گھنٹے کا وقفہ دے کر اسے چلا دیا اور گولہ بارود کے اوپر رکھ دیا۔

باہر آ کر وہ کشتی میں اتر گیا اور کشتی عنبر ماریا اور کیٹی کو لے کر واپس کراچی کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئی۔

ماریا نے پوچھا:

"عنبر بھائی! ٹائم بم ایک منٹ بعد ہی پھٹے گا ناں؟"

"ہاں ہاں — بالکل۔"

سب ہنسنے لگے۔

"ارے یہ کیا کہہ رہے ہو عنبر بھائی؟"

عنبر کو فوراً ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا جلدی سے بولا:

"ارے بھئی میرا مطلب تھا کہ آدھ گھنٹے بعد پھٹے گا۔ یہ ماریا نے مجھے بھلیکے میں ڈال دیا۔"

کیٹی بولی:

"آدھ گھنٹے تک ہم لانچ سے کافی دور نکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائیں گے۔"

ماریا بولی:

"نہ بھی زیادہ دور نکلے تو کیا ہو جائے گا۔"

کیٹی نے کہا:

"ہاں بھئی تم دونوں کا تو کچھ نہیں بگڑے گا مگر اپنا تو کباڑا ہو جائے گا۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ طبلہ بج جائے گا۔"

کشتی چھوٹی سی تھی مگر عنبر اور ماریا اسے کافی تیزی سے آگے لیے جا رہے تھے۔ لانچ ان سے کافی دور ہو گئی تھی۔ ستائیس منٹ گذرنے کے بعد لانچ دُور سے چھوٹی کشتی کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ ٹھیک تیس منٹ کے بعد دور لانچ میں ایک زور دار دھماکہ ہوا پھر دوسرا اور پھر تیسرے دھماکے کے ساتھ ہی کشتی میں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور اس کے پرخچے اڑ گئے۔

ماریا نے کہا:

"بُرائی کا انجام ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ ناپاک دھندا کرنے والوں کو ہم نے کبھی پھلتے پھولتے نہیں دیکھا۔"

عنبر بولا:

"ماریا بہن! تم بالکل ٹھیک کہتی ہو۔ ہم پانچ ہزار

سال سے تاریخ کے واقعات کو دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جس کسی نے کوئی بُرائی کا کام کیا۔ وہ آخر میں ذلیل و خوار ہی ہوا جس کسی نے دوسرے کے لیے گڑھا کھودا وہ سب سے پہلے خود ہی اس میں گرا۔"

ماریا کہنے لگی:

"اسی لیے تو بزرگوں کا فرمان ہے کہ بُرائی نہ کرو۔ گناہ سے بچو۔ یہ تمہاری زندگی، تمہارے کردار اور تمہاری شخصیت کو تباہ کر دیتا ہے۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ کراچی کے ساحل پر پہنچ گئے۔ اس بار عنبر کشتی کو جان بوجھ کر کیماڑی کی بجائے ایک ویران مقام پر لے آیا تھا تاکہ کسٹم والوں سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے۔

ماریا بولی:

"کسٹم پولیس ادھر بھی گشت لگایا کرتی ہے۔ اس لیے جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

کیٹی بولی:

"وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گی اور پھر ہم کوئی سمگلر تھوڑے ہیں۔ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔"

ماریا نے کہا:

"پھر بھی ادھر آنا جُرم ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ریت پر کچھ دُور چلنے کے بعد لوہے کی کانٹے دار تار کا جنگلہ سامنے آ گیا۔ یہ کافی اونچا تھا۔ یہ محکمہ کسٹم کی طرف سے لگا دیا گیا تھا تا کہ سمگلنگ کی روک تھام کی جا سکے۔

عنبر نے کہا:

"اس جنگلے کو توڑنا نہیں چاہیے بلکہ اس کے اوپر سے گذر جاتے ہیں۔ ماریا بہن! تم دوسری طرف جاؤ اور دس فٹ بلند ہو کر کیٹی کو اٹھا کر دوسری طرف لے جاؤ۔"

کیٹی نے کہا:

"میں چٹکی بجاتی ہوں شاید پرندہ بن کر اڑ جاؤں۔"

عنبر نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

"خدا کے لیے ابھی چٹکی نہ بجانا۔ کچھ پتہ نہیں کہ تم ریچھنی یا بندریا بن جاؤ ہم کہاں تمہیں سنبھالتے پھریں گے بابا۔"

ماریا نے بھی کہا:

"ہاں بھئی ہمیں اب تمہاری چٹکی سے ڈر آنے لگا ہے۔ تم یہاں کھڑی ہو جاؤ۔ میں تمہیں دوسری طرف جا کر اوپر اٹھا لوں گی۔"

ماریا دوسری طرف نکل گئی اور اس نے دس فٹ بلند ہو کر کیٹی کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور جنگلے

کے دوسری طرف لا کر رکھ دیا۔ عنبر پر چونکہ کانٹوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا اس لیے وہ جنگلے کے اوپر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔

اس وقت دن کے نو بج رہے تھے۔ شہر کو جانے والی سڑک پر لاریاں، بسیں ٹرک اور گاڑیاں گذر رہی تھیں۔ عنبر ماریا اور کیٹی ایک بس سٹاپ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ ماریا نے عنبر اور کیٹی کے بالکل قریب ہو کر کہا:

"ہمیں ٹیکسی لے لینی چاہیے بس میں دیر لگ جائیگی۔"

عنبر بولا:

"بھئی میری جیب میں تو صرف پانچ روپے رہ گئے ہیں ہو سکتا ہے ٹیکسی والا اتنے پیسے نہ لے میٹر زیادہ رقم بنا دے۔"

کیٹی بولی:

"اگر اس کے میٹر نے زیادہ پیسے بنائے تو میں چٹکی بجا کر اس کی طبیعت صاف کر دوں گی۔"

عنبر بولا:

"بھئی تمہاری چٹکی پر اب اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔"

کیٹی نے جھٹ کہا:

"ماریا بہن! اب تو تم پر کوئی اعتبار نہیں رہا۔"

عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"نہیں بھئی ماریا پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے اب اس کا معاملہ ٹھیک ہو گیا ہے۔"

ماریا کہنے لگی:

"بھئی کیٹی اگر تمہارا طبلہ بج گیا ہے یعنی تمہاری پتلون خراب ہو گئی ہے تو میں سنبھال لوں گی۔"

عنبر بولا:

"بھئی شریفانہ بات تو یہ ہے کہ جہاں پانچ روپے بنیں دیں ہم اُتر جائیں۔"

پھر کہنے لگا:

"لیکن ہوٹل میں میرے پاس روپے پڑے ہیں۔ یہ تو مجھے یاد ہی نہیں رہا تھا۔"

"ارے پھر ٹھیک ہے دوستو!" کیٹی خوش ہو کر بولی۔

ایک خالی ٹیکسی قریب سے گذری تو عنبر نے اسے ہاتھ دے کر رکوا لیا۔ وہ سب اس میں بیٹھ کر اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔

ٹیکسی ہوٹل کے آگے جا کر رُک گئی۔ عنبر اور کیٹی اُتر گئے۔ میٹر نے گیارہ روپے بنائے تھے۔

عنبر نے کہا:

"ماریا تم کہاں ہو؟"

کیوں کہ اسے ماریا کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ وہ ابھی

بند ٹیکسی کے اندر ہی تھی۔ ڈرائیور حیران ہوا کہ یہ شخص کس کو آواز دے رہا ہے کیوں کہ عنبر اور کیٹی دونوں پاس پاس کھڑے تھے۔

ماریا نے کہہ دیا:

"میں اندر ہوں۔ آ رہی ہوں۔ مجھے پیڑول کی بُو اچھی لگتی ہے۔"

عام طور پر ماریا کی آواز کوئی نہیں سن سکتا تھا مگر جب وہ عنبر ناگ اور کیٹی سے مخاطب ہو کر بات کرتی تھی تو وہ سب کو سنائی دیتی تھی۔ کبھی کبھی اس کی آواز صرف عنبر ناگ کیٹی ہی سن سکتے تھے۔ یہ اس کے ارادے پر تھا۔ اس وقت وہ سب کو اپنی آواز سنانا چاہتی تھی۔ ڈرائیور نے ماریا کی آواز سُنی تو ڈر گیا۔

عنبر نے کہا:

"بھائی ڈرائیور یہاں ایک منٹ ٹھہرو۔ میں اوپر سے باقی پیسے لے کر آتا ہوں۔ یہ تو پانچ روپے۔"

ماریا نے ڈرائیور کی ٹوپی اُوپر اٹھا لی۔ ڈرائیور کو پسینہ آ گیا۔ کیوں کہ اس کی ٹوپی اس کے سر سے ایک فٹ اوپر اپنے آپ بلند ہو گئی تھی۔ وہ خوف کے مارے زرد پڑ گیا اور بولا:

"مجھے — مجھے معاف کر دیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے ٹوپی دوبارا اس کے سر پر رکھ دی۔
ڈرائیور نے کہا:
"خدا بھلا کرے۔ صبح صبح بھوتوں سے واسطہ پڑ گیا ہے۔"
اور وہ ایکسیلیٹر دبا کر تیزی سے گاڑی نکال کر سڑک پر لے گیا۔

ماریا اور کیٹی ہنسنے لگے۔
"چلو یہ پانچ روپے بھی بچ گئے۔" کیٹی نے ہنس کر کہا۔
عنبر بولا:
"ماریا تم نے اسے ڈرا دیا۔ اچھا نہیں کیا۔ میں اسے کرایہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ اچھا اب یہ گیارہ روپے اس کی امانت میرے پاس رہے گی۔ میں نے اس کا نمبر یاد کر لیا ہے۔ اگر کبھی مل گیا تو اسے ادا کر دوں گا۔"
ماریا بولی:
"معافی چاہتی ہوں عنبر بھیا! میرا دل اس کا ریکارڈ لگانے یعنی اس کا طبلہ بجانے کو چاہتا تھا۔"
کیٹی کہنے لگی:
"خدا خیر کرے۔ یہ ماریا آج صبح ہی سے طبلہ بجا رہی ہے۔"

وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر اپنے کمرے میں آ گئے۔
وہ رات وہ دیر تک کمرے میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ کیوں کہ ایک مدت کے بعد وہ چاروں ہم سفر اور دوست اکٹھے ہوئے تھے۔ رات کے گیارہ سوا گیارہ بج رہے تھے۔ سڑک پر اب خاموشی چھا رہی تھی۔ کسی وقت کوئی گاڑی یا رکشا گزر جاتا تھا۔ ماریا اور کیٹی بستر پر بیٹھی تھیں اور عنبر اور ناگ صوفے پر آرام کر رہے تھے۔ اتنے میں اچانک کمرے کی بتی بجھ گئی۔
ماریا نے کہا:
"بجلی فیل ہو گئی ہے۔"
کیٹی بولی:
"اس ملک میں جب بھی آؤ بجلی بار بار فیل ہو جاتی ہے۔"
عنبر کہنے لگا:
"ابھی آ جائے گی۔ اصل میں یہاں کے بعض غیر ذمے دار لوگ بجلی پر زیادہ بوجھ ڈال دیتے ہیں۔"
ناگ کہنے لگا:
"مجھے تو اندھیرا کچھ نہیں کہتا۔"
عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مجھے اور کیٹی کو بھی اندھیرے میں دکھائی دیتا ہے۔"
ماریا کہنے لگی،
"اور میں تو اندھیرے میں سیریں کرتی رہتی ہوں۔"
ناگ بولا، "یعنی تم اندھیرے میں بھی طبلہ بجا سکتی ہو۔"
کیٹی اور عنبر قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔
اچانک انہیں ایک آواز سنائی دی۔ چاروں کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ خاموش ہو کر اندھیرے میں کمرے کے ایک کونے کی طرف تکنے لگے جہاں ہلکی ہلکی روشنی میں ایک انسانی شکل ابھر رہی تھی۔ یہ شکل ایک عورت کی تھی۔ اچانک عنبر کے منہ سے نکل گیا۔
"یہ تو دیوی طلالہ ہے۔"
عنبر اور ناگ نے جب اپنا سفر شروع کیا تھا تو دیوی طلالہ نے ان کی رہنمائی کی تھی اور کہا تھا کہ وہ ہزاروں سال تک اب زندہ رہیں گے اور پانچ ہزار سال کے بعد واپسی کا سفر بھی شروع کریں گے۔ ناگ نے بھی طلالہ کی شکل پہچان لی۔ اس کے بال کھلے تھے اور ماتھے پر ایک ستارہ چمک رہا تھا۔ مگر اس کی شکل دھندلی دھندلی تھی۔ اس کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ اس نے عنبر اور ناگ کا نام لے کر پکارا تھا۔
عنبر نے کہا،

"خوش آمدید دیوی طلالہ! تمہیں اتنے عرصے کے بعد دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔"
دیوی طلالہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ پھر اس نے کیٹی اور ماریا کی طرف اشارہ کر کے کہا،
"مجھے کیٹی اور ماریا سے مل کر بھی خوشی ہوئی ہے میں اس وقت پانچ ہزار سال فاصلہ طے کر کے تمہیں ایک خاص پیغام دینے آئی ہوں۔ میرے پیغام کو غور سے سنو۔"
عنبر ناگ ماریا اور کیٹی نے بھی ایک زبان ہو کر کہا،
"ہم سن رہے ہیں دیوی طلالہ۔"
دیوی طلالہ ایک پل کے لیے خاموش ہو گئی۔ پھر بولی،
"تم چاروں تاریخ کے مسافروں نے ایک لمبا سفر طے کیا ہے اور اب تمہارا سفر ختم ہونے کو ہے۔ پہلے تم پرانے زمانے سے نکل کر کبھی کبھی اچانک ۱۹۸۳ء یا ۱۹۸۴ء کے ماڈرن زمانے میں پہنچ جایا کرتے تھے۔ لیکن اب تم ایسا نہ کر سکو گے اب چونکہ تمہارے سفر کا آخری دور گذر رہا ہے اس لیے تم باقاعدگی کے ساتھ سفر کرو گے اور تاریخ میں پیچھے کی طرف ہی سفر کرو گے۔"
ناگ نے کہا،

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"دیوی طلالہ! ہم کس زمانے سے اپنے نئے اور سفر کے آخری دور کا آغاز کریں گے؟"

دیوی طلالہ نے کہا:

"تم کو یہاں سے سلطان صلاح الدین ایوبی کے پرانے زمانے میں پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں سے تم مسلمانوں کے اندلس میں داخل ہو جاؤ گے اور اس کے بعد تم عباسیوں کے دور میں جاؤ گے۔ وہاں سے تم رومن زمانے میں اور پھر وہاں سے قدیم یونان سے گذر کر تمہارا قدیم فرعونوں کے مصر کے زمانے کا سفر شروع ہو جائے گا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب عنبر اور ناگ نے اپنا عنبر فانی سفر شروع کیا تھا تمہیں یاد ہے نا عنبر؟"

عنبر نے کہا:

"ہاں دیوی طلالہ! مجھے یاد ہے۔ جب میں پہلی بار اس طویل سفر پر روانہ ہوا تھا۔ پھر میری ملاقات ناگ سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد ماریا بھی ہمارے ساتھ آن ملی تھی اور آخر میں کیٹی سے ملاقات ہو گئی تھی۔"

دیوی طلالہ کہنے لگی:

"بالکل ٹھیک ہے۔ اب تم پرانے یروشلم، اندلس،

بغداد اور یونان کے زمانے سے ہوتے ہوئے اپنے پرانے فرعون مصر کے عہد میں واپس چلے جاؤ گے۔"

عنبر بولا:

"دیوی! وہاں تو اب مجھے کوئی بھی نہیں پہچانے گا۔"

دیوی نے کہا:

"تم ٹھیک اسی دور میں داخل ہو گے جس دور میں سے تم آج سے پانچ ہزار سال پہلے نکل کر آئے تھے۔ تمہارا باپ زندہ ہو گا اور وہیں جڑی بوٹیوں کا کاروبار کر رہا ہو گا۔ ہر شے اسی طرح ہو گی۔"

ناگ نے کہا:

"کیا میں پھر سانپ کی زندگی میں واپس چلا جاؤں گا؟"

دیوی طلالہ نے کہا:

"تمہارا کیا انجام ہو گا۔ عنبر کا کیا انجام ہو گا؟ یہ ایک راز ہے جس پر سے میں ابھی پردہ نہیں اٹھا سکتی۔ اس وقت تم آج سے سات سو برس پہلے کی دنیا کے بیت المقدس کی سرزمین میں جا رہے ہو۔"

اتنا کہہ کر دیوی طلالہ کی شکل غائب ہو گئی اور عنبر ناگ ماریا کیٹی — چاروں دوست جہاں بیٹھے تھے وہیں سو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ انسانی مکھی بن گیا

عنبر اور ماریا کی نیند کھلی تو انہوں نے ایک نئی فضا دیکھی۔ وہ زیتون کے ایک باغ میں تھے۔ عنبر کو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے اسے پکارا تو ماریا نے کہا:

"میں تمہارے پاس ہوں عنبر — دیوی طلالہ کے کہنے کے مطابق یہ ضرور بیت المقدس کی سرزمین ہے۔"

عنبر نے دیکھا کہ باغ کے کنارے ایک چشمے پر کچھ عیسائی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے۔ اس نے کہا:

"یہ بیت المقدس ہی ہے ماریا اور ہم سلطان صلاح الدین ایوبی کی وفات کے بعد کے زمانے میں آ گئے ہیں جب ان علاقوں پر عیسائیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے جن کو سلطان ایوبی نے فتح کیا تھا۔"

ماریا بولی:

"ہاں عنبر — لیکن یہ سب کچھ مسلمانوں کی نااتفاقی، سازشوں اور ایک دوسرے سے دشمنی کی وجہ سے

ہوا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں ناگ اور کیٹی کو تلاش کرنا چاہیے۔ وہ بھی اسی سرزمین میں کسی جگہ ہوں گے۔"

عنبر اور ماریا زیتون کے باغ سے نکل کر بیت المقدس کے آس پاس کے علاقے میں آ گئے۔ یہاں ایک چھوٹا سا دریا بہہ رہا تھا جس کے کنارے گاؤں آباد تھے۔ دن کا وقت تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور ریت کے ٹیلے اور بیت المقدس شہر کی فصیل کے برج چمک رہے تھے۔ ماریا نے قلعے پر لہراتے عیسائیوں کے جھنڈے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"دیکھو عنبر — یہ ہمارے مذہب کے ماننے والوں کا جھنڈا ہے۔ جب بھی مسلمانوں میں آپس میں پھوٹ پڑی اور انہوں نے ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنی شروع کر دیں تو دشمن کے گھوڑوں نے انہیں روند کر رکھ دیا۔"

عنبر بولا:

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریا — یہ شہر سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی جرأت، بہادری اور مسلمانوں کے اتفاق کی وجہ سے اس شہر کو فتح کیا تھا۔ لیکن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی وفات کے بعد مسلمان عیش و عشرت اور درباری سازشوں کا شکار ہو گئے۔ اور آج غلاموں کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔"

ماریا کہنے لگی:

"مجھے یقین ہے کہ بغداد پر تاتاریوں کا خوفناک حملہ ہو چکا ہے اور اس کے عیاش مسلمان خلیفہ کو ہلاکو خان نے قتل کرا دیا ہے۔"

عنبر بولا:

"میرا بھی یہی خیال ہے اور اس وقت صرف مصر پر مسلمان سلطان کی حکومت ہے اور تاتاریوں کا پیغام انہیں ملنے والا ہے کہ اپنا تاج اور تخت ہلاکو خان کے حوالے کر دو۔"

ماریا نے کہا:

"میں تو کہتی ہوں کہ ہمیں مصر کی طرف سفر شروع کر دینا چاہیے۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے ناگ اور کیٹی سے وہیں ملاقات ہو جائے۔"

عنبر بولا:

"ہم آج رات ہی کسی قافلے میں شامل ہو کر مصر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔"

○

دوسری طرف کیٹی اور ناگ کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے اپنے آپ کو اہرامِ مصر کے دامن میں ایک کھجوروں کے جھنڈ کے پاس پایا۔ صبح ہو چکی تھی اور سورج کی روشنی میں دور قدیم قاہرہ شہر کی فصیل قلعے کے بُرج اور شاندار مسجدوں کے مینار دھوپ میں چمک رہے تھے۔

ناگ بولا:

"ہم تیرھویں صدی عیسوی کے مصر میں پہنچ گئے ہیں کیٹی!"

کیٹی بولی:

"یہاں اس وقت کس کی حکومت ہے؟"

ناگ جو مسلمانوں کی پوری تاریخ سے واقف تھا بولا:

"اس وقت مصر پر مسلمان سلطان کی حکمرانی ہے اور اس کی بہت جلد تاتاریوں سے جنگ ہونے والی ہے کیوں کہ میں تاتاریوں کے ایک چھوٹے سے قافلے کو شہر میں داخل ہوتے دیکھ رہا ہوں۔ تاریخ مجھے بتا چکی ہے کہ یہ تاتاری امیر ہلاکو خان کی طرف سے سلطان مصر کے نام خاص پیغام لے کر جا رہے ہیں۔"

"کون سا پیغامِ خاص ناگ؟" کیٹی نے پوچھا:

کیوں کہ کیٹی انہیں بعد میں ملی تھی اور وہ اسلامی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قدیم مصری اور یونانی تاریخ سے واقف نہیں تھی۔

ناگ نے کہا:

"ہم خود سلطان مصر کے دربار میں چل کر تاتاری وفد کی زبانی یہ پیغام سنتے ہیں۔"

"مگر ہمیں دربار میں کون داخل ہونے دے گا۔" کیٹی نے کہا:

ناگ بولا:

"تم میرے ساتھ آؤ۔ اس کا بھی انتظام ہو جائیگا۔"

ناگ نے کیٹی کو ساتھ لیا اور قدیم قاہرہ کے شہر میں داخل ہو گیا۔

یہ قاہرہ، فرعونوں کے ہزاروں سال پرانے قاہرہ سے بہت مختلف تھا۔ یہ مسلمانوں کا قاہرہ تھا اور یہاں بے حد خوبصورت مسجدیں بنی ہوئی تھیں جن کے مینار اور گنبد دھوپ میں روشن ہو رہے تھے۔ شہر میں سب کو پتہ چل گیا تھا کہ خونخوار تاتاری جرنیل ہلاکو خان نے سلطان مصر کے دربار میں ایک وفد بھیجا ہے اور لوگ خوف زدہ تھے، کیوں کہ اس سے پہلے ہلاکو خان بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا چکا تھا اور اس نے وہاں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ کئی لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ رہے تھے۔

اسی روز دوپہر کے وقت تاتاری وفد دربار میں پیش

ہوا۔ اس وقت ناگ ایک پرندے کی شکل میں اور کیٹی ایک خادمہ کے روپ میں دربار میں موجود تھے۔ سلطان مصر تخت پر بیٹھا تھا۔ درباری خاموش اور پریشان کھڑے تھے۔ سلطان مصر کا بہادر مسلمان جرنیل بیبارس بھی بادشاہ کے قریب موجود تھا۔

تاتاری جرنیل نے تلوار نیام سے نکال کر کہا:

"اے مصر کے سلطان! مجھے ہلاکو خان نے تمہارے نام یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ اپنے شہر اور قلعے کے دروازے کھلا دو اور اپنے وزیروں کو لے کر ہلاکو خان کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ ورنہ تمہارے شہر کو آگ لگا دی جائے گی اور رعایا کو قتل کر دیا جائے گا۔"

دربار میں سناٹا چھا گیا۔

سلطان نے کہا:

"مجھے آج رات کی مہلت دی جائے۔ میں صبح جواب دوں گا۔"

تاتاری جرنیل نے تلوار نیام میں ڈالی اور کہا:

"ہم صبح تک انتظار کریں گے۔ اگر تمہارے قلعے پر سفید جھنڈا لہرایا تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نے ہماری اطاعت قبول کر لی ہے اور شہر ہمارے حوالے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگر جھنڈا نہ لہرایا گیا تو تاتاری لشکر شہر میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دے گا۔"

تاتاری وفد چلا گیا۔ دربار میں ہر کوئی سہما ہوا تھا۔ درباری دبی دبی آوازوں میں سلطان کو مشورہ دینے لگے کہ ہلاکو خان کی بات مان لی جائے اور شہریوں کو قتل عام سے بچا لیا جائے سلطان نے اپنے پاس کھڑے بہادر مسلمان جرنیل بیبارس کی طرف دیکھا اور کہا:

"بیبارس! تمہاری کیا رائے ہے؟"

جرنیل بیبارس نے کہا:

"میری رائے یہ ہے کہ تاتاریوں کے آگے ذلت کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کی بجائے ہمیں شہر سے باہر نکل کر ان سے جنگ کرنی چاہیے۔"

درباری اس کی مخالفت کرنے لگے۔ مگر سلطان نے بیبارس کی بات مان لی۔ اور جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ ناگ اور کیٹی دربار سے نکل آئے۔ ناگ انسانی شکل میں آ گیا۔ وہ دونوں ایک سرائے کی چھت پر آ کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

ناگ نے کہا:

"جرنیل بیبارس تاریخ کا نامور جرنیل ہو گا۔"

کیٹی نے کہا:

"اس جنگ کا انجام کیا ہو گا؟"

ناگ بولا:

"یہ تمہیں کل معلوم ہو جائے گا۔"

دن نکلا۔ تاتاری لشکر شہر کے باہر میدان میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ ہلاکو خان ایک ٹیلے پر اپنے جرنیلوں کے ساتھ کھڑا قلعے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مگر قلعے پر سفید جھنڈے کی بجائے سلطان کا شاہی پرچم لہرا دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا ایک لشکر جرنیل بیبارس کے ساتھ تاتاریوں پر حملہ کرنے کے لیے شہر کے دروازے سے باہر نکل آیا۔

تاتاری لشکر میں جنگ کا بگل بجا دیا گیا۔ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمان فوج کے سپاہی جان توڑ کر لڑے۔ چھ گھنٹے کی خون ریز لڑائی کے بعد تاتاریوں کے پاؤں اکھڑنا شروع ہو گئے اور وہ بھاگنے لگے۔ ہلاکو خان کو اپنی جان کی فکر پڑ گئی۔ وہ اپنے خاص دستے کو لے کر شام کی طرف فرار ہو گیا۔ مسلمانوں کو زبردست فتح نصیب ہوئی۔ تاتاریوں کے خلاف یہ مسلمانوں کی پہلی فتح تھی۔

شہر میں ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ناگ نے کیٹی سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مسلمان جرنیل بیبارس کی شکل میں اسلام کو ایک نئی زندگی مل گئی اور یہ شخص سلطان صلاح الدین ایوبی کے سنہری کارناموں کو زندہ کرے گا۔"

کیٹی کہنے لگی:

"وہ تو ٹھیک ہے مگر ہم عنبر اور ماریا کو کہاں تلاش کریں؟ آخر ہمیں ان سے بھی تو ملنا ہے۔"

ناگ بولا:

"میرا خیال ہے کہ اگر عنبر مصر میں ہے تو وہ اہرام مصر کی طرف اپنے بچپن کی یادگاروں کو دیکھنے ضرور جائے گا۔ آؤ ہم اہرام مصر کی طرف چل کر عنبر کو ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

اہرام مصر شہر سے کافی دور تھے۔ ہزاروں سال پہلے فرعونوں کے زمانے میں تھیبز مصر کا دارالحکومت ہوا کرتا تھا اور وہ اہرام کے قریب تھا۔ قاہرہ نیا دارالحکومت بنا تھا اور یہ اہراموں سے دور تھا۔ ناگ اور کیٹی نے ایک اونٹ لیا اور اہرام کی طرف روانہ ہو گئے۔

سارے اہرام خستہ حالت میں تھے۔ کئی ایک اہرام ڈاکوؤں نے لوٹ لیے تھے۔ ان کے خفیہ دروازے ٹوٹے ہوئے تھے اور ممیوں کے تابوتوں کا سونا اور قیمتی ہیرے جواہرات غائب ہو چکے تھے۔ ناگ اور کیٹی ان اہراموں میں

عنبر اور ماریا کی تلاش میں گھوم رہے تھے کہ ایک اہرام کے تنگ دروازے سے انہیں ایک کالی بلی بھاگ کر باہر آتی نظر آئی۔

ناگ نے کہا:

"کیٹی! آؤ اس اہرام میں چل کر عنبر کو دیکھتے ہیں یہاں سے ایک کالی بلی نکلی ہے۔ ہو سکتا ہے یہاں عنبر سے ملاقات ہو جائے۔"

کیٹی نے کہا:

"مگر کالی بلی کا عنبر ماریا سے کیا تعلق ہے؟"

ناگ بولا:

"کالی بلی کا اہرام سے نکلنا پراسرار بات ہے اور جہاں کوئی پُراسرار بات ہو گی وہاں عنبر ضرور ہو گا آؤ میرے ساتھ۔"

کیٹی کہنے لگی:

"نہیں ناگ بھیا! مجھے کالی بلی سے ہمیشہ ڈر آتا ہے۔ اس اہرام کا خیال دل سے نکال دو۔"

ناگ نے کہا:

"اگر تمہیں ڈر لگتا ہے تو تم یہاں ٹھہرو۔ میں اس کے اندر سے ہو کر ابھی آتا ہوں۔"

کیٹی نے ناگ کو منع بھی کیا مگر ناگ نہ مانا اور کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو باہر چھوڑ کر کالی بلی والے اہرام میں داخل ہو گیا۔

اہرام کے اندر جو تنگ راستہ جاتا تھا وہاں گھرا اندھیرا تھا۔ جگہ جگہ پتھر اور اینٹیں بکھری پڑی تھیں۔ اہرام کے اندر آگے جا کر ایک چوکور نیچی چھت والا کمرہ آ گیا جس کے فرش پر ممی کے مردہ جسم کے گرد لپیٹی ہوئی زرد پٹیاں ادھر ادھر پڑی تھیں۔ تابوت کھلا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ ڈاکو ممی کے مردہ جسم کے ساتھ لپٹے ہوئے جواہرات وغیرہ نوچ کر لے گئے ہیں اور پٹیاں یہاں پھینک گئے ہیں۔ ناگ نے دیکھا کہ تابوت خالی پڑا تھا۔ اس میں ممی کا ڈھانچہ بھی غائب تھا۔ ایک ستون کے پیچھے تنگ راستہ دوسرے کمرے کی طرف جاتا تھا۔ ناگ اس راستے سے سر جھکا کر گذرا اور دوسرے کمرے میں آ گیا۔

اس کے سر کے اوپر سے ایک چمگادڑ چیخ مار کر نکل گیا۔ ناگ نے عنبر اور ماریا کو آواز دے کر پکارا۔ کوئی جواب نہ آیا۔ ناگ نے ایک بار پھر آواز دی۔

"عنبر ماریا۔ کیا تم یہاں ہو؟"

اس کے جواب میں چمگادڑ کی ایک اور چیخ کی آواز آئی۔ ناگ کو احساس ہو گیا کہ یہ اہرام بھی ویران ہے اور عنبر ماریا یہاں نہیں ہیں۔ وہ واپس مڑنے ہی والا تھا کہ اچانک اسے ایک انسانی آواز سنائی دی۔ اس آواز میں فریاد

اور درد تھا۔ جیسے کوئی مصیبت میں مدد کے لیے پکار رہا ہو۔ ناگ رک گیا۔ اس نے کہا:

"کون ہو تم؟"

کوئی جواب نہ آیا۔ ناگ تنگ راستے کو عبور کر کے اہرام کے دوسرے کمرے میں آ گیا۔ آواز اسی کمرے سے آ رہی تھی۔ مگر اب وہاں گھرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ناگ نے دیکھا کہ یہاں دیوار میں ایک بہت بڑا سوراخ تھا جس کے آگے لکڑی کا جالا تنا ہوا تھا۔ لکڑی کے اس جالے نے ساری دیوار کو گھیرا ہوا تھا۔ ناگ نے جالے کا اتنا بڑا جال پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے ایک بار پھر آواز دی:

"یہاں کون تکلیف میں ہے؟ آواز دو۔ میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔"

اب کسی انسان کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ اس کی بجائے ناگ کو پھر وہ انسان نما آواز سنائی دی۔ یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی انسان بڑی دور یا کسی گہری خندق میں ہے اور اپنی ناک میں بول رہا ہے۔ اس آواز میں ناک کی زیادہ تھی۔ یہ کون ہو سکتا ہے؟ ناگ نے سوچا۔ اس نے ایک بار پھر پکار کر کہا:

"تم کون ہو؟ کہاں ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب انسانی آواز کی جگہ ہلکی ہلکی بھنبھناہٹ کی آواز ابھری اور خاموشی چھا گئی۔ ناگ سوراخ کی طرف بڑھا جس کے آگے پوری دیوار پر کسی دیو ہیکل مکڑی نے جالا بُن رکھا تھا۔ اس کو خیال آیا کہ اگر کوئی شخص اس کے اندر گیا ہو گا تو جالے کو ٹوٹ جانا چاہیے تھا۔ پھر اسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی بدنصیب شخص یہاں کسی کھڈ میں گر پڑا ہو اور بعد میں مکڑی نے جالا بُن لیا ہو۔ کیوں کہ پرانے ایراموں میں کھڈیں اور خندقیں بہت ہوتی تھیں۔

ناگ اس مکڑی کے جالے کے قریب آیا تو اسے جالے میں ہلکی سی لرزش محسوس ہوئی۔ جالا اپنے آپ ہلنے لگا تھا۔ پھر اسے کسی کے سانس لینے کی آواز آئی۔ ناگ نے دہین پر سے ایک پتھر اٹھا کر جالے پر دے مارا۔ جالا ایک جگہ سے ٹوٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک چیخ بلند ہوئی۔ یہ چیخ انسان کی نہیں بلکہ کسی جانور کی چیخ سے ملتی جلتی تھی۔ ناگ جلدی سے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جالے کے تار انسانی ہاتھوں کی شکل اختیار کر کے ناگ کے جسم پر گرے اور انہوں نے ناگ کو جکڑ لیا۔ ناگ کو محسوس ہوا کہ ان تاروں میں فولاد کے تاروں کی طاقت تھی۔ اس نے فوراً سانس کھینچا کہ سانپ کی شکل اختیار کر کے اس خونی جال سے رہائی حاصل کرے مگر یہ دیکھ کر اس کا رنگ اُڑ گیا کہ وہ

سانپ نہیں بن سکا تھا۔ اس نے دوسری بار سانس کھینچا۔ تیسری چوتھی بار سانس کھینچا مگر وہ انسانی شکل میں ہی رہا۔ اب اس نے زور زور سے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے مگر جال کے فولادی تار اس کے جسم کے گرد لپٹ چکے تھے۔

ناگ نے کیٹی کو بلند آواز سے پکارنے کی کوشش کی تو اس کے حلق سے انسانی آواز کی بجائے صرف بھنبھناہٹ کی آواز ہی نکل سکی جس طرح کہ کوئی مکھی زور سے بھنبھناتی ہے۔ ناگ دھک سے رہ گیا۔ اس نے اپنے جسم کو دیکھا تو اس کے رہے سہے ہوش بھی اُڑ گئے۔

ناگ کا جسم مکھی بن چکا تھا۔ صرف اس کا سر انسان کی شکل میں باقی رہ گیا تھا۔ مکڑی کے فولادی تاروں نے ناگ کے مکھی بنتے ہی اسے اپنے جالے میں کھینچ لیا۔ ناگ زور زور سے چیخا۔ مگر اس کے منہ سے سوائے مکھی کی بھنبھناہٹ کے اور کچھ نہیں نکل رہا تھا۔ وہ بے بس ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ کسی بھیانک مصیبت میں پھنس چکا ہے۔ وہ مکڑی کے فولادی تاروں میں پھنسی ہوئی ایک بے بس انسانی مکھی کی طرح پھڑپھڑا رہا تھا اور جالے کے تار اس کے گرد اور الجھتے جا رہے تھے۔

تاروں میں ایک طوفان سا آ گیا اور ناگ نے دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سوراخ کے اندر سے ایک دہشت ناک زرد آنکھوں والی بہت بڑی مکڑی اپنی بالوں بھری بڑی بڑی کالی ٹانگوں کو چلاتی اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ناگ نے ایک بار پھر سانس کھینچ کر سانپ بننے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے سانپ کی زبان میں دہاں ادھر گڑگڑاتے ہوئے کسی بھی سانپ کو مدد کے لیے آواز دی مگر کوئی سانپ بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔

اتنی دیر میں زرد آنکھوں اور لال لال مکروہ منہ میں سے نکلتی نوکیلی زبان والی مکڑی اس کے سر پر پہنچ گئی اور اس نے اپنے ماتھے میں سے نکلے ہوئے ایک ڈنک کو ناگ کی گردن میں چبھو دیا۔ ناگ کو سخت تکلیف ہوئی۔ اس کے مکھی ایسے جسم کے پَر زور زور سے پھڑپھڑانے لگے۔ پھر ناگ کا سارا مکھی والا جسم اور انسانی سر سن ہو گیا۔ وہ دیکھ سکتا تھا۔ سن سکتا تھا مگر کچھ محسوس نہیں کر سکتا تھا اسکا انسانی چہرہ اور باقی سارا مکھی کا جسم بے بس ہو گیا تھا۔ زرد آنکھوں والی مکڑی نے ناگ مکھی کو اپنے فولادی تاروں میں جکڑ کر اپنی اگلی ٹانگوں سے پکڑ کر دیوار کے سوراخ کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔

ناگ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ مکڑی اسے کھینچتی ہوئی دیوار والے سوراخ کے اندر لے گئی۔

ناگ نے دیکھا کہ وہاں اندھیرا تھا۔ اس اندھیرے میں مکڑی اسے کھینچے لیے جا رہی تھی۔ ناگ کا مکھی والا جسم مکڑی کے تاروں میں بندھا ہوا تھا۔ وہ ایک بے بس شکار کی طرح مکڑی کے قابو میں تھا۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ خدا کرے کیٹی اندر آ جائے اور اسے اس مصیبت سے نجات دلائے۔

مکڑی نے ناگ کو زمین کے ایک سوراخ میں دھکیلا اور اوپر مٹی اور پتھر ڈال کر بند کر دیا۔ شاید مکڑی بڑے اطمینان سے اس کا ناشتہ کرنا چاہتی تھی۔ ناگ کو اپنی موت صاف نظر آنے لگی تھی۔ مگر وہ مجبور تھا۔ اب اسے ماریا اور عنبر یاد آ رہے تھے۔ وہ اکیلا ایک آدم خور مکڑی کے آگے بے بس و مجبور تھا۔ مگر سوال یہ تھا کہ ایسا کون جادو تھا کہ جس کی وجہ سے اس کا سر تو انسانی شکل کا رہا مگر باقی سارا جسم مکھی بن گیا۔ کیا یہ کوئی جادوگرنی تھی جس نے مکڑی کی شکل اختیار کر رکھی تھی؟

مکڑی جا چکی تھی۔ ناگ مکھی کی شکل میں زمین کے اندر تھا۔

کیٹی نے جب محسوس کیا کہ ناگ کو اہرام کے اندر گئے دیر ہو گئی ہے تو وہ خود اہرام کے تنگ راستے میں آ گئی اور اس نے ناگ کا نام لے کر اسے آواز دی۔ اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ وہ پریشان ہو گئی۔ وہ اہرام

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے اندر اس جگہ آ گئی جہاں ممی کا خالی تابوت کھلا پڑا تھا۔ کیٹی کو کسی کی آواز سنائی نہ دی۔ نہ کھیوں کی بھنبھناہٹ ہی سنائی دی۔ کیٹی نے تابوت میں جھک کر غور سے دیکھا۔ تابوت بالکل خالی تھا۔ دو چار زرد رنگ کی ممی کی پٹیاں وہاں پڑی ہوئی تھیں۔

کیٹی نے اندر ایک اور تنگ سا تاریک راستہ دیکھا تو اس میں سے گذر کر دوسرے اہرام کے اندر آ گئی۔ یہاں اس کو دیوار میں ایک مکڑی کا جالا تنا ہوا نظر آیا۔ کیٹی نے ناگ کو آواز دی۔ کوئی جواب نہ آیا۔ جالے میں پتھر مارنے سے جو شگاف پیدا ہو گیا تھا اسے مکڑی نے بڑی تیزی سے دوبارا بُن لیا تھا۔ کیٹی نے دوسری بار آواز دی تو زمین کے سوراخ کے اندر سے ناگ نے منمناتی اور بھنبھناتی باریک — بہت ہی باریک آواز میں کہا:

"میں یہاں ہوں کیٹی! خدا کے لیے کچھ کرو مجھے یہاں سے باہر نکالو۔"

مگر اس کی آواز کا کیٹی تک پہنچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ اس مکڑی کے جالے والے اہرام سے نکل کر پہلے والے اہرام میں آ گئی جہاں خالی تابوت پڑا تھا۔ اچانک اسے پانی کی لہروں کی آواز آنے لگی۔ وہ حیران سی ہوئی کہ یہاں پانی کی آواز کدھر سے آ رہی ہے۔ کیٹی نے تابوت میں جھانک کر دیکھا تو وہاں تابوت کے پیندے میں پانی کی لہریں اچھل رہی تھیں۔

وہ غور سے دیکھنے لگی۔ یہ پانی نیچے سے آ رہا تھا۔ ایک دم پانی کے اندر سے ایک انسانی ہاتھ باہر نکلا اور اسے کسی نے آواز دی۔

"مجھے بچاؤ۔ بچاؤ!"

اور ہاتھ دوبارا پانی میں ڈوب گیا۔ کیٹی کو یہ آواز ناگ کی لگی تھی۔ وہ کچھ سوچے سمجھے بغیر تابوت کے پانی میں اتر گئی۔ اس کے پاؤں تابوت کے پیندے سے جا لگے مگر اس کے ساتھ ہی پیندے کا تختہ اس کے پاؤں کے نیچے سے کھسک گیا اور وہ عذاب سے پانی میں ڈوب گئی۔ کیٹی نے پانی میں ڈوبتے ہی چیخ بجائی۔ مگر چیخ نے کوئی کام نہ کیا۔ پانی اسے نیچے ہی نیچے لیے جا رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کنوئیں کے پانی میں ڈوبتی جا رہی ہے۔ پھر اس نے پانی کے اندر ہی اندر ایک طرف غوطہ لگا کر تیرنا شروع کر دیا۔ اب اس کا سانس پھولنے لگا تھا۔ وہ سانس کو روکے ہوئے تھی۔

اس نے ایک بار زور سے اچھل کر پانی کے اوپر آنا شروع کیا۔ ایک دم سے اس کا سر پانی سے باہر نکل آیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیا دیکھتی ہے کہ نہ وہ تابوت ہے اور نہ وہ اہرام ہے۔ اس کی جگہ ایک دریا اس کے گرد پھیلا ہے اور وہ دریا کے کنارے کے پاس نکل آئی ہے۔ ارد گرد اونچی پہاڑیاں تھیں جن کی ڈھلانوں پر دیودار اور ساگوان کے گھنے درختوں کے جھنڈ کھڑے تھے۔

وہ تیرتی ہوئی پانی سے باہر نکل آئی۔

نیلے آسمان پر دھوپ کی روشنی پھیلی تھی۔ فضا گرم تھی مگر درختوں کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آ رہی تھی۔ کیٹی نے غور کیا کہ یہ کون سی جگہ ہو سکتی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ ابھی تک مصر میں ہی ہے۔ مگر مصر کے ملک میں اس نے اس قسم کی پہاڑیاں اور درخت نہیں دیکھے تھے۔

وہ پہاڑی کی ڈھلان پر سے گذر کر دوسری طرف وادی میں آئی تو اس نے دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی پر ایک خوب صورت سرخ پتھر کا قلعہ ہے جس کے اندر سے محل کے مینار اور ایک مسجد کا گنبد دکھائی دے رہا ہے۔ وادی میں ایک گاؤں تھا جس کی سرخ ڈھلانی چھتیں اور سفید دیواریں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔

کیٹی نے اس گاؤں کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ گاؤں آیا تھا۔ عورتیں ایک کنوئیں کی باؤلی پر کپڑے دھو رہی تھیں کیٹی قریب پہنچی تو عورتوں نے اس کی طرف دیکھا

اور مسکرا کر پوچھا:

"تم دمشق کی مسلمان عورت ہو کیا؟"

کیٹی نے دمشق کی عرب عورتوں ایسے کپڑے پہن رکھے تھے جب کہ ان عورتوں کا لباس آج سے نو سو سال پہلے کے سپین یعنی اُندلس کی مسلمان عورتوں ایسا تھا۔ کیٹی نے پوچھا کہ کیا یہ اندلس کا ملک ہے؟ عورتیں ہنسنے لگیں۔

ایک عورت نے کہا:

"تم اندلس میں ہو اور پوچھ رہی ہو یہ اُندلس کا ملک ہے؟"

کیٹی کو انہوں نے بتایا کہ وہ غرناطہ میں ہے اور سامنے غرناطہ کا قلعہ ہے جس کے اندر مشہور الحمرا کے باغات ہیں اور اس وقت وہاں ملک عادل کی حکومت ہے۔ کیٹی سر کو تھام کر وہیں بیٹھ گئی۔ وہ ناگ سے بچھڑ کر دو سو سال پیچھے چلی گئی تھی اور اکیلی، بالکل اکیلی تھی، نہ عنبر اس کے پاس تھا نہ ماریا اور نہ ناگ ہی وہاں پر موجود تھا۔ خدا جانے اب ان لوگوں کے ساتھ اس کی کب اور کس مقام پر ملاقات ہو۔

کیٹی نے ان عورتوں سے کہا کہ میں دمشق سے قرطبہ آ رہی تھی کہ راستے میں قافلے سے بچھڑ کر ادھر آ نکلی ہوں۔ کیا مجھے اس گاؤں میں کچھ روز تک پناہ مل جائے گی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک موٹی عورت نے آگے بڑھ کر کیٹی کا ہاتھ تھام لیا اور بولی:

"تمہاری نیلی آنکھیں اور سنہری بال بڑے خوبصورت ہیں۔ تم میرے گھر چل کر جتنی دیر چاہے میری مہمان رہو۔"

کیٹی اس عورت کے گھر آ گئی اور وہاں رہنے لگی۔ اس دوران وہ اکثر گاؤں سے نکل کر وادی کی پہاڑیوں اور گھاٹیوں میں گھومتی پھرتی کہ شاید کہیں سے عنبر یا ماریا اور ناگ کا کوئی سراغ مل جائے۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اب ان کی واپسی کا باقاعدہ سفر شروع ہو چکا ہے اور وہ لوگ آگے کے زمانے میں نہیں جا سکتے۔ پیچھے کے زمانے میں ہی آئیں گے، لیکن ایک مہینہ گذر گیا اور کیٹی کی اپنے دوستوں میں سے کسی سے ملاقات نہ ہو سکی۔ اس دوران میں اس نے چٹکی بجا کر اپنے جن دوست کو بلانے اور اپنی شکل بدلنے کی بھی کوشش کی مگر ہر بار ناکام رہی۔ نہ اس کا جن دوست اس کے پاس آتا تھا اور نہ چٹکی کوئی اثر دکھائی تھی۔ ایک روز وہ سیر کرتے کراتے شاہی محل کے پیچھے ایک وادی میں نکل گئی۔ یہاں نارنگیوں کے باغ تھے اور کھجور کے درخت صبح کی ہوا میں لہرا رہے تھے۔ کیٹی ایک کچے راستے پر سے گذر رہی تھی کہ اچانک ایک

ہرن اس کے قریب سے قلانچیں بھرتا ہوا نکل گیا۔

کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ایک گھوڑ سوار اس کے پیچھے بھاگا چلا آ رہا تھا۔ کیٹی کے قریب آ کر اس نے گھوڑا روک لیا۔ اس گھوڑ سوار نے کیٹی کی طرف گھور کر دیکھا۔ گھوڑ سوار کی شکل بڑی کرخت تھی اور اس نے کالا لباس پہن رکھا تھا۔

اس نے کیٹی سے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

کیٹی نے کہا:

"میرا نام برجیلہ ہے اور میں دمشق کی عرب مسلمان خاتون ہوں۔ عرناط میں سیر کرنے آئی ہوں۔"

گھوڑ سوار گھوڑے سے اتر پڑا۔ وہ کیٹی کی طرف جھک کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا:

"تم میرے ساتھ چلو گی۔"

کیٹی گھبرا کر پیچھے ہٹی۔ وہ بھاگنے ہی والی تھی کہ گھوڑ سوار نے لپک کر کیٹی کو دبوچ لیا۔ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھے۔ اسے گھوڑے پر اپنے آگے ڈال کر اوپر کالا کپڑا ڈالا اور جدھر سے آیا تھا اس طرف گھوڑا دوڑاتا واپس چلا گیا۔

کیٹی حیران پریشان گھوڑے پر آگے بے بس و مجبور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پڑی تھی۔ گھوڑ سوار گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا وادی میں سے نکل کر پہاڑی کی چڑھائی چڑھنے لگا۔ یہاں سے آگے ڈھلان اتر کر ایک سنگلاخ میدان میں داخل ہو گیا جہاں گہری گھاٹیاں اور چٹانیں اور کھائیاں بکھری ہوئی تھیں۔ یونہی ان ویرانوں میں سفر کرتے ہوئے وہ عزناط سے دُور نکل کر ایک صحرا میں آ گیا جہاں چاروں طرف اونچے اونچے ریت کے ٹیلے تھے۔ ان ٹیلوں کے درمیان ایک جگہ ویران چٹیل سخت پتھریلا میدان تھا جس میں ایک بھوری چٹان کے پیچھے ایک خانقاہ بنی ہوئی تھی۔

گھوڑ سوار خانقاہ کے باہر گھوڑے سے اترا۔ کیپٹی کو کاندھے پر ڈالا اور خانقاہ کے دروازے پر آ کر آہستہ سے دستک دی۔ ایک ترچھی آنکھوں والے ڈراؤنے حبشی غلام نے دروازہ کھولا اور جھک گیا۔

گھوڑ سوار نے کہا:

"اسے لے جا کر تہہ خانے میں ڈال دو۔"

حبشی غلام نے ادب سے کہا:

"جو حکم آقا پیڈ گور!"

حبشی غلام نے کیپٹی کو کاندھے پر لادا اور خانقاہ کی تنگ و تاریک سیڑھیوں میں سے گذر کر ایک اندھیرے تہہ خانے میں آ کر کیپٹی کو وہاں لکڑی کے ایک تختے پر ڈالا۔ تہہ خانے

کو باہر سے تالا لگایا اور اوپر آ گیا۔ اس کا آقا یعنی گھوڑ سوار پیڈ گور اپنے چمڑے کے تھیلے میں سے ایک پرانی کتاب نکال کر اس کے ورق الٹ رہا تھا۔ اس نے حبشی کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم فوراً قلعے میں جاؤ اور جاسٹن کو میرے پاس آنے کے لیے کہو۔ مگر خبردار کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو؟"

حبشی غلام تعظیم بجا لا کر باہر نکل گیا۔ اور گھوڑے پر بیٹھ کر اسے سرپٹ دوڑاتا عزناط کے قلعے کی طرف روانہ ہوا۔

آقا پیڈ گور پُر اسرار کتاب لے کر خانقاہ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گیا جہاں اندھیرا تھا۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشن دان نہیں تھا۔ اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ پیڈ گور نے موم بتی روشن کی اور اس کی روشنی میں دیواروں پر گرے ہوئے سیاہ پردے نظر آنے لگے۔ ان پردوں پر انسانی کھوپڑیوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ ایک چھوٹے سے گول میز پر شیشے کا گلوب رکھا تھا۔ پیڈ گور اس گلوب کے پاس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور کتاب کے ورق الٹ الٹ کر اسے پڑھنے لگا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جامبوت اور طلسمی بال

ایک بوڑھے آدمی نے خانقاہ کے دروازے پر دستک دی۔ اس کی ڈاڑھی لمبی اور سیاہ تھی۔ آنکھوں میں ذہانت اور مکاری کی چمک تھی۔ اس نے کالا جبّہ پہن رکھا تھا۔ اس کا نام جباش تھا۔ پیڈگور نے اسی کو بلانے کے لیے حبشی کو روانہ کیا تھا۔ حبشی غلام اس کے ساتھ پیچھے کھڑا تھا جباش نے اپنے خفیہ طریقے سے دروازے پر دستک دی تھی۔ جباش غرناطہ کے مسلمان حکمران ملک عادل کا عیسائی وزیر تھا اور اس نے مسلمان بادشاہ پر اپنی عقل مندی اور چالاکی سے بہت اثر ڈال رکھا تھا۔ ملک عادل اسے بہت دانا اور وفادار خیال کرتا تھا۔ جب کہ یہ مکار شخص اندر ہی اندر غرناطہ کی مسلمان سلطنت کی جڑیں کاٹ رہا تھا اس نے ایک مسلمان امیر جامبوت کو بھی اپنی سازش میں شریک کر رکھا تھا۔ اس مسلمان امیر جامبوت کو عیسائی وزیر جباش نے یہ لالچ دیا تھا کہ اگر وہ اس کے ساتھ مل کر غرناطہ کے مسلمان بادشاہ کا تختہ الٹ دے تو وہ اسے تربلہ

کا گورنر بنا دے گا۔ جامبوت اس کے ساتھ مل گیا تھا اور مسلمان حکمران کے خلاف سازش کر رہا تھا، لیکن اس وقت غرناطہ کے مسلمان حکمران کی فوج میں اور عام لوگوں میں بڑا اتفاق تھا اس وجہ سے عیسائی وزیر جباش اور جامبوت کی سازشیں کامیاب نہیں ہو رہی تھیں۔

جس آدمی نے کیٹی کو اغوا کیا تھا۔ اس کا نام پیڈگور تھا یہ ایک عیسائی نجومی تھا اور یہ بھی غرناطہ کے مسلمان حکمران کا تختہ الٹنے کے لیے جباش اور جامبوت کے ساتھ ملا ہوا تھا۔

پیڈگور نے اپنے نجوم کے حساب سے عیسائی وزیر جباش کو بتایا تھا کہ اس وقت ستارے مسلمان حکمران کے حق میں ہیں۔ لیکن اگر کسی طریقے سے انہیں کسی دوسرے سیارے کی مخلوق مل جائے تو وہ بادشاہ کی فوج کو تباہ کر سکتے ہیں جس وقت نجومی پیڈگور نے کیٹی کو دیکھا تو اس کے حساب اور قیافے نے اسے فوراً بتا دیا کہ یہ لڑکی زمین کی مخلوق نہیں ہے اور کسی دوسرے سیارے کی رہنے والی ہے چنانچہ اس نے کیٹی کو اغوا کر کے خانقاہ کے تہ خانے میں بند کر دیا تھا۔

جباش اندر آیا تو نجومی پیڈگور نے کتاب پر سے نظریں ہٹا کر اسے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جباش! تمہیں مبارک ہو۔ ایک ایسی لڑکی ہمارے ہاتھ آ گئی ہے جس کے بارے میں مجھے یقین ہے کہ وہ کسی دوسرے سیارے کی رہنے والی ہے۔"

پھر پیڈگور اسے نیچے تہہ خانے میں لے گیا۔ وہاں کیٹی نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی تھی۔ کیوں کہ اس تہہ خانے میں اس نجومی نے ایک ایسی ہلکی ہلکی گیس کی بو چھوڑ رکھی تھی جس میں کوئی بھی انسان پوری طرح ہوش میں نہیں رہ سکتا تھا۔ عیسائی وزیر نے غور سے کیٹی کی نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں کو دیکھا اور نجومی پیڈگور کے ساتھ اوپر کمرے میں آ کر بولا:

"مجھے تو اس لڑکی میں کوئی دوسرے سیارے کی مخلوق والی بات نظر نہیں آتی۔"

نجومی پیڈگور بولا:

"اس گلوب کی طرف دیکھو۔ یہ ہمیں سب کچھ بتا دے گا۔"

نجومی پیڈگور نے ایک تانبے کی تختی پر ایک زائچہ بنایا۔ پھر موم بتی جلا کر گلوب کے اندر رکھی۔ گلوب روشن ہو گیا۔ پیڈگور نے تختی کو آگے کر دیا۔ جونہی گلوب کی روشنی تختی پر پڑی گلوب پر اس کا عکس آ گیا۔ پھر گلوب پر لیک

تحریر آ گئی۔

پیڈگور نے کہا:

"اسے پڑھو۔"

جباش نے تحریر پڑھی، لکھا تھا:

"ستارے جھوٹ نہیں بولتے۔ ستاروں میں رہنے والے بھی جھوٹ نہیں بولتے — اس گھڑی میں جس کا زائچہ بنایا گیا ہے وہ یہاں سے دُور بہت دور — ایک سیارے کی مخلوق ہے۔"

جباش نے خوش ہو کر کہا:

"یہ تو بڑا زبردست کرشمہ ہوا۔ اب ہمیں اس مخلوق پر طلسم تیار کرنا شروع کر دینا چاہیئے تاکہ ہم غرناطہ کی مسلمان فوج کو تباہ کر کے غرناطہ کے تخت پر قبضہ کر لیں۔"

پیڈگور کی آنکھیں گلوب پر اُبھرنے والی تحریر پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ کہنے لگا:

"مجھے آج ہی اپنا طلسم شروع کر دینا ہو گا۔"

جباش نے پوچھا:

"تم کیا کرو گے؟ اس لڑکی پر کیسا طلسم کرو گے؟"

پیڈگور بولا:

"یہ میں ابھی تمہیں نہیں بتاؤں گا۔ تم واپس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

محل میں جاؤ۔ میں آج ساری رات طلسم کا عمل کروں گا۔"

حبشی اپنا جبہ سنبھالتے ہوئے واپس چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی پیڈگور نے تانبے کی تختی پر نیا طلسم بنانا شروع کر دیا۔ اس نے ایک انسانی کھوپڑی پر چراغ جلا کر سامنے رکھ لیا تھا۔ وہ منہ ہی منہ میں طلسمی منتر پڑھ رہا تھا۔ حبشی غلام کو اس نے خانقاہ کے باہر پہرے پر بٹھا دیا تھا تاکہ کوئی اس طرف نہ آنے پائے۔

شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ نجومی پیڈگور ستاروں کے حساب سے طلسم تیار کرنے میں لگا ہوا تھا۔ نجومی پیڈگور طلسم پڑھ پڑھ کر چاندی کے کٹورے میں رکھے ہوئے پانی پر پھونکتا جاتا تھا۔ رات کا ایک بجا تو نجومی پیڈگور نے پانی میں آخری پھونک مار کر آنکھیں کھول دیں اور کھوپڑی کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں لال سرخ ہو رہی تھیں۔ اس نے سرگوشی کی آواز میں کھوپڑی سے کہا:

"اپنا کام کرو۔ اپنا طلسمی فرض ادا کرو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔"

کھوپڑی یہ سن کر اپنی جگہ سے ہلی۔ اس کے اوپر

چراغ روشن تھا۔ کھوپڑی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی چاندی کے کٹورے کے پاس آکر رک گئی۔ پھر وہ اوپر اٹھی اور پانی کے کٹورے کے اوپر آکر بیٹھ گئی۔ پھر کھوپڑی کے اندر سے سرخ روشنی کی ایک لکیر نکل کر پانی میں داخل ہو گئی۔ پانی ایک پل کے لیے روشن ہو کر بجھ گیا۔ کھوپڑی واپس اپنی جگہ پر آ گئی۔

نجومی پیڈگور کے چہرے پر عیارانہ مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے کھوپڑی کے چراغ کو بجھا دیا۔ طلسمی پانی والا کٹورا اٹھایا اور تنگ سیڑھیاں اترتا ہوا تہہ خانے میں آ گیا۔ یہاں کیٹی بالکل بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ نجومی پیڈگور نے بے ہوش کیٹی کے سنہری بالوں کی ایک لٹ کاٹی اور اسے کٹورے میں رکھے طلسمی پانی میں ڈال دیا۔ پانی میں بالوں کی لٹ کے گرتے ہی کٹورے میں سے زرد رنگ کے دھوئیں کا مرغولہ اٹھا اور گھومتا چکراتا ہوا چھت کی طرف چلا گیا۔ نجومی پیڈگور نے کٹورے میں جھانک کر دیکھا۔ وہاں پانی غائب ہو چکا تھا اور اس کی جگہ کیٹی کی لٹ پڑی تھی جو سفید ہو چکی تھی۔ پیڈگور نے بالوں کی لٹ نکال کر اسے چھوٹے سے کالے رومال میں لپیٹا اور تہہ خانے کو باہر سے تالا لگا کر واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں آتے ہی اس نے صندوق میں سے ایک کالے رنگ کی ڈبیا نکال کر سفید بالوں کی طلسمی لٹ اس میں ڈالی اور بند کر کے جیب میں رکھ لی۔ پیڈگور نے کھڑکی کھول کر باہر دیکھا۔ رات ڈھلنے لگی تھی۔ حبشی غلام خانقاہ کے دروازے پر پہرہ دے رہا تھا۔ پیڈگور نے اسے حکم دیا کہ گھوڑا تیار کر کے لاؤ۔

تھوڑی دیر بعد نجومی پیڈگور گھوڑے پر سوار غرناطہ کے قلعے کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ پیڈگور شاہی نجومی تھا اس کو آتے دیکھ کر قلعے دار نے دروازہ کھول دیا۔ پیڈگور قلعے میں داخل ہو کر گھوڑا دوڑاتا، غرناطہ کی سنسان گلیوں میں سے گذرتا سیدھا شاہی محل کے اس ایوان میں پہنچا جہاں وزیر حباش کا شاہی مکان تھا۔ حباش سو رہا تھا۔ پیڈگور نے اسے جگایا اور جیب سے کالی ڈبیا نکال کر اسے دی اور کہا:

"میرا طلسم تیار ہو گیا ہے۔ اس میں دوسرے بیلے کی مخلوق کے بالوں کی سفید لٹ ہے۔"

حباش نے ڈبیا کھول کر سفید بالوں کی طلسمی لٹ کو دیکھا وہ اسے ہاتھ لگانے ہی لگا تھا کہ پیڈگور نے اسے روک دیا:

"حباش! اسے ہاتھ مت لگانا۔ ورنہ تمہارے

سارے جسم کا گوشت ابھی گل سڑ جائے گا۔"

حباش نے ڈبیا بند کر دی کہنے لگا:

"اب بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا؟"

نجومی پیڈگور بولا:

"میری بات غور سے سنو۔ تم جانتے ہو کہ غرناطہ کی ساری فوج غرناطہ کی چھاؤنی میں رہتی ہے۔ اور وہاں ایک درمیانی کمرہ ہے جس میں اسلحہ خانہ ہے۔ اس ڈبیا کو لے جا کر اس اسلحہ خانے کے جنوبی کونے میں زمین میں دفن کرنا ہوگا۔"

حباش نے کہا:

"اس کام کو صرف امیر جامبوت ہی کر سکتا ہے۔ کیوں کہ تم جانتے ہو کہ اسلحہ خانے تک کوئی غیر مسلمان نہیں جا سکتا۔"

پیڈگور بولا:

"امیر جامبوت مسلمان ہے اور وہ اس سازش میں ہمارے ساتھ ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے۔"

حباش نے کہا:

"وہ اس ڈبیا کو چھاؤنی کے اسلحہ خانے میں لے جا کر زمین میں دبا دے گا۔ لیکن اس سے کیا نتیجہ نکلے گا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیڈگور کہنے لگا:

"میں نے بالوں کی اس لٹ پر علم نجوم کے حساب سے اپنی زندگی کا سب سے خطرناک طلسم پھونکا ہے۔ جس وقت یہ ڈبیا طلسم خانے میں دفن کر دی جائے گی۔ تو اس کے ٹھیک دو دن بعد آدھی رات کے گذرتے ہی اس ڈبیا میں رکھے ہوئے سفید طلسمی بال کالے رنگ کی دو دھاری طلسمی تلوار میں تبدیل ہو جائیں گے۔ یہ طلسمی خون خوار سیاہ تلوار زمین کے اندر سے باہر نکل آئے گی۔ اس تلوار کے وار کو دنیا کی کوئی ڈھال، کوئی چٹان، کوئی لوہے کی دیوار نہیں روک سکے گی۔ اس تلوار کو کوئی نہیں توڑ سکے گا۔ کوئی اسے نہیں پکڑ سکے گا۔ یہ تلوار اسلحہ خانے کی زمین سے نکلتے ہی دیوار میں سے گذر کر چھاؤنی کی فوج پر ٹوٹ پڑے گی۔ یہ بجلی کی طرح لہرائے گی اور مسلمان فوجیوں کے سر قلم کرنے شروع کر دے گی اور دیکھتے دیکھتے مسلمان سپاہی کٹ کٹ کر گرنے لگیں گے۔ جو کوئی بھاگے گا۔ یہ تیز رفتار شاہین کی طرح اڑ کر اس کے سر پر پہنچ جائے گی اور اسے

دو ٹکڑے کر دے گی۔"

جباش کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا:

"پیڈگور! تم نے وہ کام کر دکھایا ہے جو سارے عیسائی ملکوں کی فوج مل کر نہیں کر سکتی تھی۔ میں آج ہی امیر جامبوت سے مل کر اس ڈبیا کو اسلحہ خانے میں دفن کروانے کا بندوبست کراتا ہوں۔"

نجومی پیڈگور نے ڈبیا وزیر جباش کے حوالے کی اور پچھلے پہر کے دھندلکے میں واپس اپنی خانقاہ میں چلا گیا۔

دن نکلتے ہی جباش مسلمان سازشی امیر جامبوت کے محل میں پہنچ گیا۔ اس نے جاتے ہی اسے ساری باتیں بیان کر دیں اور ڈبیا دے کر کہا:

"اس کو آج ہی چھاؤنی کے اسلحہ خانے میں جا کر درمیانی کمرے کے جنوبی کونے میں دفن کر دو اور دو دن بعد اس طلسمی تلوار کا کمال دیکھو جو اس کوٹھڑی کی زمین سے نکل کر غرناطہ کی ساری فوج کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دے گی۔"

عیسائی وزیر جباش کی ان باتوں سے سازشی امیر جامبوت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حیران بھی ہوا اور خوش بھی ہوا۔ اس کا قرطبہ کے وزیر بننے کا موقع قریب آ گیا تھا۔ اس نے ڈبیا لے لی اور کہا:

"جباش! تم دیکھو گے کہ میں کس ہوشیاری سے یہ سارا کام کرتا ہوں۔"

اس سازشی امیر جامبوت نے ڈبیا جیب میں چھپا کر رکھ لی اور اندھیرا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ جب سورج غروب ہونے کے بعد چاروں طرف اندھیرا ہو گیا اور صرف چھاؤنی اور غرناطہ کے شاہی محل اور الحمرا کے باغوں میں مشعلیں روشن ہو گئیں تو جامبوت اپنے محل میں گھوڑے پر بیٹھ کر نکلا اور قلعے کی چھاؤنی میں آ گیا۔ چونکہ وہ مسلمان امیر تھا اور اسے شاہی دربار میں کرسی ملتی تھی اس لیے اسے کسی نے نہ روکا۔ وہ فوج کے افسروں سے باتیں کرتے ہوئے موقع کی تلاش میں رہا۔

رات کا کھانا اس سازشی امیر نے فوجی افسروں کے ساتھ ہی کھایا۔ پھر اسلحے کا معائنہ کرنے کے بہانے وہ اسلحہ کے بڑے کمرے میں آ گیا جہاں تیر کمان تلواروں نیزوں توپ کے لوہے کے گولوں اور دوسرے جنگی سامان کے ڈھیر لگے تھے۔ اس نے جنوبی کونے کی ایک

خاص جگہ ذہن میں رکھ لی اور پھر آدھی رات کو اکیلا اپنے کمرے سے اٹھ کر وہاں آ گیا۔ یہ رات اس نے چھاؤنی میں ہی گذارنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور وہیں سویا تھا۔

اسلحہ خانے میں پہنچ کر اس نے جلدی جلدی جنوبی کونے کی زمین کھودی اور طلسمی ڈبیا اس میں دفن کر کے اوپر مٹی اور پتھر ڈال دیئے اور جلدی جلدی واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔

دوسرے روز وہ چھاؤنی سے نکل کر اپنے شاہی محل والے مکان میں چلا آیا اور اس نے آتے ہی عیسائی وزیر جباش کو خوش خبری سنا دی کہ وہ اپنا کام کر آیا ہے۔ جباش نے یہ خوش خبری خانقاہ میں جا کر پیڈرو گورنجومی کو سنا دی۔ یہ تینوں بڑے خوش تھے اور اب تیسرے روز کا انتظار بے تابی سے کرنے لگے۔

○

دوسری طرف ناگ مکھی بنا اہرام مصر کے اندر دوسری کوٹھی کی دیوار کے سوراخ کے اندر زمین میں دفن تھا۔ مکڑی نے اسے خدا جانے کس وقت کے لیے وہاں بچا کر رکھ لیا تھا۔ ناگ سخت مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ اس کا سر انسانی تھا اور باقی جسم مکھی کا تھا اور اس کا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سائز بھی مکھی کا تھا۔ وہ مکھی جتنا چھوٹا ہو گیا ہوا تھا۔ زمین کے سوراخ کے اندر اسے بہت کم آکسیجن مل رہی تھی مگر ایک مکھی ہونے کی وجہ سے اس کے لیے اتنی آکسیجن ہی کافی تھی۔ مگر یہ سوچ کر اس کا دل سخت خوف زدہ تھا کہ اگر مکڑی نے اسے ہڑپ کر لیا تو وہ کیا کرے گا۔ اس وقت اس کے جسم میں سے مکڑی کے ڈنک کا اثر کم ہو چکا تھا اور وہ اپنی پتلی پتلی ٹانگیں اور پَر ہلا سکتا تھا۔ مگر وہ وہاں سے اڑ نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ ایک تو سوراخ اوپر سے بند تھا دوسرے اس کا جسم مکڑی کے تاروں میں لپٹا ہوا تھا۔

ناگ کا چونکہ سر انسانی تھا اس لیے وہ انسانوں کی طرح سوچ سکتا تھا۔ ابھی تک یہ معمہ حل نہیں ہوا تھا۔ کہ اس سوراخ میں سے جس انسان کی آواز آئی تھی وہ کہاں تھا؟ اس نے سوچا ہو سکتا ہے۔ اس مکڑی نے ایسی آواز نکالی ہو جو انسان کی آواز سے ملتی جلتی ہو تاکہ وہ ناگ کو اپنے جال میں پھنسا سکے۔ ضرور یہ مکڑی کوئی بڑی جادوگرنی ہے یا کسی بڑے جادوگر کی غلام ہے جس کی وجہ سے اس کا نچلا دھڑ مکھی کا بن گیا ہے۔

ناگ اس مصیبت سے اپنے آپ کو نکالنے کی ترکیب سوچنے لگا۔ اسے کوئی آسان ترکیب نظر نہیں آ رہی تھی

سب سے مشکل بات یہ تھی کہ وہ مکھی سے دوبارا انسان کیسے بنے؟ اسے کیٹی کا بھی خیال آ رہا تھا جو اس کے ساتھ تھی اور جب وہ اہرام میں داخل ہوا تھا تو وہ باہر رہ گئی تھی۔ اس نے تو ناگ کو منع کیا تھا کہ وہ اہرام میں داخل نہ ہو۔ لیکن ناگ اس قسم کے خطرے پہلے بھی مول لیتا رہا ہے۔ مگر اس قسم کی دردناک مصیبت میں وہ پہلے کبھی گرفتار نہیں ہوا تھا۔

ناگ نے ایک بار پھر زور سے سانس کھینچا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید وہ اپنی جون بدل لے مگر ایسا نہ ہو سکا۔ خدا جانے کیا بات تھی کہ اہرام کے اندر داخل ہوتے ہی اس کی طلسمی طاقت ختم ہو گئی تھی۔ اب وہ سوچنے لگا کہ یہ ساری تبدیلی اور انقلاب اہرام میں داخل ہونے کے بعد ہوا تھا۔ ضرور یہ اسی مکڑی کا اثر تھا جو اہرام کی دونوں کوٹھڑیوں میں پھیلا ہوا تھا اور جس کی وجہ سے اس کی طاقت ختم ہو گئی۔

لیکن اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تو ابھی تک اسی مکڑی کے جادو کے اثر میں تھا۔ ناگ نے اپنے آپ کو قسمت پر چھوڑ دیا کہ اب تو اسے کوئی اتفاقی حادثہ ہی اس مشکل سے چھٹکارا دلائے گا اور یا پھر وہ مکڑی کی خوراک بن جائے گا — اس نے عنبر ماریا اور کیٹی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو یاد کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ اچانک اسے خراٹوں ایسی آواز آئی۔ ناگ نے آنکھیں کھول دیں اور کان کھڑے کر لیے۔ یہ آواز اس کے سوراخ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ قریب آ کر آواز رُک گئی اور اس کے سوراخ کو اُوپر سے کوئی کھودنے لگا۔

ناگ نے اوپر دیکھا۔ وہی زرد آنکھوں والی خونخوار مکڑی جلدی جلدی سوراخ کی مٹی پرے ہٹا رہی تھی۔ مٹی ہٹانے کے بعد اس نے ناگ کو اپنی پتلی پتلی ٹانگوں سے پکڑ کر باہر نکال لیا۔ باہر نکلتے ہی ناگ نے جو اپنے سامنے ایک اس سے بھی بڑی اور سرخ آنکھوں والی مکڑی کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ اب اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ یہ مکڑی اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ پہلی مکڑی نے ناگ کو دونوں ٹانگوں سے ایک بار پھر اٹھایا اور سُرخ آنکھوں والی بلّی جتنی بڑی مکڑی کے آگے پیش کر دیا۔ سرخ آنکھوں والی مکڑی کے منہ سے خراٹوں کی آوازیں نکل رہی تھیں اور وہ کسی وقت اپنا جبڑا کھول دیتی جس سے اس کا لال لال حلق اور نوکیلے چھوٹے چھوٹے زرد دانت نظر آ جاتے جو چھوٹی آری کی طرح تھے۔

دونوں مکڑیاں ایک دوسری کے آمنے سامنے بیٹھی ایک دوسرے کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں۔ ناگ بھی جانے کے

تاروں میں لپٹا ان کے درمیان پڑا ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ دونوں مکڑیاں اسے کھانے کی فکر میں ہیں اور اس لیے ایک دوسرے سے جنگ کرنے پر تیار ہو رہی ہیں۔ سرخ آنکھوں والی مکڑی بڑی تھی لیکن زرد آنکھوں والی مکڑی چھوٹی ہوتے ہوئے بھی زہر بھرے انداز میں کھولنے لگی تھی۔

اچانک چھوٹی مکڑی نے بڑی مکڑی پر حملہ کر دیا۔ بڑی مکڑی کی ایک ٹانگ اس نے پکڑ کر اسے منہ میں لے لیا اور چبا کر اسے کاٹنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر بڑی مکڑی طاقتور تھی۔ اس نے چھوٹی مکڑی کی گردن پر اپنے دانت گاڑ کر اس کے پیٹ میں اپنا لمبا ڈنک مار دیا۔ چھوٹی مکڑی تڑپ کر پیچھے ہٹی تو اس کی آدھی گردن کٹ گئی۔ کیوں کہ اس کی گردن بڑی مکڑی کے منہ میں تھی۔

ناگ بیچ میں مکھی بن کر پڑا دو دشمن مکڑیوں کی جنگ دیکھ رہا تھا۔ کون جیتے گا، کون ہارے گا، اسے اس سے کوئی فائدہ نہیں تھا، کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ جو مکڑی جیتے گی وہ پہلا کام یہ کرے گی کہ ناگ کو ہڑپ کر جائے گی۔ چھوٹی مکڑی کا جسم سخت زخمی ہو گیا۔ وہ ادھ موئی سی ہو کر گر پڑی۔ بڑی مکڑی نے کچر کچر کر کے اس کے سارے جسم کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹکڑے کر دیا اور دُور سے جھنڈے لہرائے جیسے فتح کی خوشی میں نعرے لگا رہی ہو۔

ناگ سہم گیا کیوں کہ اب اس کی باری تھی اور بڑی مکڑی اسے ہڑپ کرنے ہی والی تھی۔ بڑی مکڑی نے ناگ کو اپنے پتلے بازوؤں میں سمیٹ کر اٹھایا اور سات ٹانگوں پر چلتی ہوئی سوراخ کے اور پیچھے چلی گئی۔ یہاں غار کی چھت میں ایک اور گہرا اور چوڑا سوراخ تھا۔ بڑی مکڑی اس کے اندر داخل ہو گئی اور ناگ کو اس نے زمین پر گرا دیا اور باہر نکل گئی۔

خدا جانے وہ کیا کرنے باہر گئی تھی کہ کافی دیر گذر گئی اور وہ نہ آئی۔ ناگ نے وہیں مٹی پر پڑے پڑے گردن اٹھا کر دیکھا تو اسے قریب ہی دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا جس میں روشنی آ رہی تھی۔ ناگ کافی کوشش کے بعد صرف اپنے بازو اور باقی چھ سات ٹانگیں جالے میں سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ گھسٹتا ہوا دیوار پر چڑھ کر سوراخ میں داخل ہو گیا۔

یہ روشنی سوراخ کی دوسری طرف سے آ رہی تھی۔ ضرور دوسری طرف کوئی کھلی جگہ تھی اور وہ اہرام کے باہر کوئی جگہ تھی۔ اہرام بنانے والوں نے وہاں باہر جانے

کے بڑے خفیہ راستے بنا رکھے تھے۔ ناگ سوراخ میں روشنی کی طرف رینگتا چلا گیا۔ کافی دُور تک اسی طرح رینگتے رہنے کے بعد روشنی زیادہ ہو گئی اور سوراخ بھی چوڑا ہو گیا۔ ناگ نے محسوس کیا کہ وہ اوپر کی طرف رینگ رہا ہے۔ کئی بار وہ گر پڑا۔ کیوں کہ ابھی تک اس کے تین بازو اور دو ٹانگیں تاروں کے جال میں الجھی ہوئی تھیں۔

ناگ کو یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں سرخ آنکھوں والی خونخوار مکڑی نہ آ جائے۔ وہ بہت زور لگا کر اوپر رینگ رہا تھا۔ روشنی اس کے سر پر پڑنے لگی اور پھر وہ پتھروں میں سے رینگتا ہوا باہر نکل آیا۔

اس نے چاروں طرف دیکھا۔ وہ اہرام کی تکونی پہاڑی کے اوپر کھڑا تھا اور نیچے دُور دُور تک سورج کی روشنی میں صحرا چمک رہا تھا۔ وہ اہرام سے باہر نکل آیا تھا۔ مگر یہ آزادی اس کے کسی کام کی نہیں تھی۔ کیوں کہ اس کا سر انسان کا تھا اور نچلا دھڑ مکھی کا تھا اور وہ سائز میں بالکل ایک مکھی جتنا ہی تھا۔ کچھ مکھیاں اس کے اوپر آ کر منڈلانے اور اپنی زبان میں بھنبھنا بھنبھنا کر باتیں کرنے لگیں۔ مگر ناگ ان کی زبان نہیں سمجھ سکتا تھا۔ لیکن جو مکھی بھی اس کے قریب آتی ڈر کر بھاگ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتی۔ کیوں کہ ناگ کا سر مکھی کا نہیں تھا بلکہ اس کا اپنا اصلی انسانی سر تھا۔

ناگ جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے دور ہو جانا چاہتا تھا۔ وہ اہرام کی پتھریلی ڈھلان پر سے نیچے لڑھک گیا۔ وہ قلا بازیاں کھاتا ہوا نیچے زمین پر آن گرا۔ اس طرح زمین پر گرنے سے پہلے وہ رگڑ کھاتا ہوا آیا تھا۔ اور اس کے جسم کے گرد لپٹا ہوا مضبوط تاروں کا جالا ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ ناگ آزاد ہو چکا تھا۔ مگر ابھی تک اس کے جسم پر اس ڈنک کا اثر تھا۔ جو زرد آنکھوں والی مکڑی نے اسے بے ہوش کرنے کے لیے اس کی گردن پر چلایا تھا۔ ناگ ابھی اپنے پروں کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اسے خرخراہٹ کی آواز سنائی دی کیا دیکھتا ہے کہ اوپر اہرام کی ڈھلان پر سے وہی زرد آنکھوں والی خونخوار مکڑی طوفان کی طرح نیچے کو بھاگی چلی آ رہی ہے۔ ناگ نے اڑنے کی کوشش کی۔ مگر اس کے بازو ابھی تک سُن تھے۔ مکڑی مارا ماری کرتی چلی آ رہی تھی جونہی وہ ناگ کے قریب پہنچی ناگ نے ایک ہی بار جست لگائی اور وہ ہوا میں اچھلا اور پھر مکھی کی طرح اُڑنے لگا۔

زرد آنکھوں والی مکڑی اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

ناگ اڑتے اڑتے سب سے پہلے اہرام کے دروازے کے سامنے آ گیا۔ یہاں اس نے کیٹی کو چھوڑا تھا۔ مگر کیٹی

اسے کہیں دکھائی نہ دی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ کیٹی وہاں سے ہزاروں میل دور سپین کے شہر غرناطہ کے شاہی قلعے کے باہر ایک خانقاہ کے تہہ خانے میں بے ہوش پڑی ہے اور اس کو نجومی پیڈگور نے اپنے ستاروں کے حساب سے بنائے گئے طلسم میں قید کر رکھا ہے۔

ناگ سوچنے لگا کہ کہاں جائے؟ کیٹی کو کس جگہ تلاش کرے۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کوئی اس کے انسانی سر کو دیکھ کر اسے کچل نہ ڈالے۔ اگر اس کا سر کچلا گیا تو اس کے لیے دوبارا انسانی شکل میں آنا مشکل ہو جائے گا۔ ناگ کو خیال آیا کہ واپس سرائے میں چل کر کیٹی کو دیکھنا چاہیے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ واپس سرائے چلی گئی ہو۔

ناگ اڑتا ہوا واپس سرائے میں آ گیا۔

سرائے والی عورت تنور پر بیٹھی روٹیاں پکا رہی تھی۔ ناگ اڑتا ہوا اس کے قریب سے نکل کر اس کوٹھڑی میں آ گیا جہاں وہ آ کر اُترے تھے۔ مگر کیٹی یہاں بھی نہیں تھی۔ ناگ کوٹھڑی سے باہر آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ جہاں سرائے والی بیٹھی روٹیاں پکا رہی تھی وہیں قریب ہی ایک مکڑی کا ڈول پڑا تھا جس میں دُودھ تھا۔ ناگ کا چونکہ نچلا دھڑ مکھی کا تھا اس لیے اس میں مکھی کی بھی کچھ عادتیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ گئی تھیں۔ دودھ کو دیکھ کر اس کا جی چاہا کہ اس کے دو تین قطرے پیئے۔ وہ اڑتا ہوا بھنبھناتا ہوا آیا اور ڈول کے اندر اس کی دیوار سے چمٹ کر دودھ پینے لگا۔

یہ دودھ کا ڈول سرائے والی نے ایک سپیرے کے لیے رکھا ہوا تھا جو ہر زور اپنے سانپوں کو دودھ پلانے کے لیے اس سے دودھ لے جاتا تھا۔ اتنے میں وہ سپیرا بھی آ گیا۔ سرائے والی نے سپیرے کی شکل دیکھتے ہی ڈول کے اوپر ڈھکنا رکھ دیا اور بولی:

"لے جاؤ — تمہارا دودھ کب سے رکھا ہے۔"

ڈول کے اوپر ڈھکنا رکھنے سے اندر اندھیرا چھا گیا۔ ناگ نے گھبرا کر اوپر دیکھا۔ ڈول کا منہ بند ہو چکا تھا۔ وہ ڈول کے اندر قید ہو گیا تھا۔ اسے باہر سے سپیرے کی آواز آئی:

"لاؤ بہن — کل آؤں گا اب۔"

سپیرے نے ڈول اٹھایا اور اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس سپیرے کا گاؤں شہر سے دو کوس دور صحرا میں تھا اور اس کا ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا گاؤں سے باہر ہی جنگل کی جھاڑیوں کے پاس تھا۔ اس جھونپڑے میں سانپوں کے بڑے اور چھوٹے ٹوکرے پڑے تھے۔ ناگ کو کچھ خبر نہیں

تھی کہ وہ کہاں آ گیا ہے۔ سپیرے نے ڈول کونے میں رکھ دیا اور ایک ٹوکرا کھول کر اس میں سے چار کالے کوبرا سانپ باہر نکالے۔ پھر مٹی کی چار خالی پیالیاں ان کے آگے رکھ دیں اور ان میں دودھ ڈالنے کے لیے ڈول کا ڈھکنا کھولا تو اندر ایک ایسی مکھی دیکھ کر جس کا سر انسانی تھا۔ اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ دہشت کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔

ناگ ڈول میں سے اڑ کر باہر آ گیا اور جھونپڑی کی دیوار سے جا کر چمٹ گیا۔ سپیرے نے اپنے آپ پر قابو پایا اور مکھی کو دیکھنے کے لیے دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے آج تک ایسی مکھی نہیں دیکھی تھی کہ جس کا سر انسان کا اور نچلا دھڑ مکھی کا ہو۔ ناگ اس سے کافی اونچا ہو کر دیوار سے چمٹا ہوا تھا۔

لیکن وہ اس بات سے بالکل بے خبر تھا کہ اس کی موجودگی کی وجہ سے سانپوں میں ایک ہل چل سی مچ گئی ہوئی ہے اور احرام سے باہر آنے کے بعد اس پر سے لکڑی کا طلسم ختم ہو گیا تھا۔ وہ اس کے ڈنک کے زہر کا اثر باقی تھا جس کی وجہ سے وہ ابھی تھوڑی دیر تک اپنی انسانی شکل میں یا سانپ کی شکل میں واپس نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی بو برابر اڑنے لگی تھی۔ اور یہ بو سانپوں نے محسوس کر لی تھی اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ بے چین ہو رہے تھے۔

ان کی بے چینی کو سپیرے نے بھی دیکھا۔ وہ چار سانپ جو پٹارے سے باہر نکالے گئے تھے بل کھا رہے تھے اور پھن جھکا کر بار بار اس دیوار کی طرف بڑھ رہے جہاں ناگ مکھی کی شکل میں بیٹھا تھا۔ سپیرے نے دیکھا کہ پٹارے کے اندر بھی سانپ اچھل اچھل کر باہر آنے کی کوشش کر رہے تھے۔ سپیرا سمجھا کہ سانپ اس مکھی کو کھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس نے مکھی کو پکڑنے کے لیے ہاتھ مارا۔ مگر ناگ اڑ کر دوسری دیوار پر جا بیٹھا۔ اب ناگ نے بھی نیچے چار کوبرا سانپوں کو دیکھا جو پھن جھکائے اب اس دیوار کے پاس آ گئے تھے جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا۔

ناگ کو اچانک احساس ہوا کہ اگر ان سانپوں نے اس کی بُو سونگھ لی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی طاقت واپس آ گئی ہے۔ اس نے گہرا سانس کھینچا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ اسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ابھی اس کے جسم میں خونخوار طلسمی مکڑی کے ڈنک کے زہر کا اثر باقی تھا۔ سپیرا اسے پکڑنے کے لیے ایک جھانپڑ لے آیا۔ یہ ایک ہاتھ والے پنکھے کی طرح کی تھی مگر اس کی ڈنڈی کافی لمبی تھی۔ ناگ کو اس کم بخت سپیرے پر سخت غصہ

آیا جو اس کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر یہ اسے کیوں پکڑنا چاہتا ہے؟

چاروں سانپ اسی طرح دیوار کے قریب زمین پر پھن پھیلائے سروں کو جھکائے ادب سے بیٹھے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ کیوں نہ ان سانپوں سے بات کر کے دیکھی جائے۔ ناگ نے آنکھیں بند کر لیں اور سانپوں کی زبان میں منہ سے سرگوشیوں ایسی آواز نکال کر کہا:

"کیا تم میری آواز سن رہے ہو؟"

چاروں سانپوں نے ایک ساتھ ادب سے کہا:

"ہاں عظیم ناگ دیوتا۔ ہم آپ کی آواز سن رہے ہیں۔"

ناگ کو خوشی ہوئی کہ وہ سانپوں سے بات کر سکتا تھا۔ اس نے کہا:

"کیا تم یہ دیکھ کر حیران نہیں ہو کہ میں انسانی مکھی کے روپ میں دیوار پر بیٹھا ہوں؟"

ایک سانپ بولا:

"عظیم ناگ! دیوتاؤں کی باتیں دیوتا ہی جانتے ہیں ہم اس میں دخل دینے والے کون ہیں۔ ہمارے لیے کوئی خدمت ہو تو حکم کریں۔"

سپیرا ناگ کی جان کے لیے مصیبت بنا ہوا تھا۔ اس نے سانپوں سے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"اس سپیرے کو تھوڑی دیر کے لیے بے ہوش کر دو۔"

اتنا سنتے ہی ایک کوبرا سانپ اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے سپیرے کی ٹانگ پر ڈس دیا۔ مگر اس نے اس کے جسم میں اتنا ہی زہر داخل کیا جتنا اسے ایک دم بے ہوش کرنے کے لیے کافی تھا۔ سپیرا اگرچہ بڑا ہوشیار تھا اور اس کے پاس سانپ کے زہر کا علاج بھی تھا مگر سانپ کا زہر اتنی تیزی سے اس کے خون میں پھیلا کہ اسے مہلت نہ ملی اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

اب ناگ دیوار پر سے اتر کر فرش پر آ گیا۔ چاروں سانپ اس کے آگے جھک گئے۔

ناگ نے کہا:

"میرے جسم میں ایک دشمن نے زہر داخل کر دیا ہے۔ اس زہر کو میرے خون میں سے باہر کھینچ لو۔"

"جو حکم عظیم ناگ۔"

اور چاروں سانپ آگے بڑھے اور ناگ کی گردن پر اپنی پتلی زبانوں کی نوک رکھ دی اور زور سے سانس کھینچا۔ ناگ کے جسم میں مکڑی کے ڈنک کا بچا کھچا زہر باہر نکل گیا۔ ناگ نے فوراً سانس زور سے لیا اور دوسرے لمحے وہ انسانی شکل میں آ گیا۔ خوشی کے مارے وہ اچھل پڑا۔ پھر ایک دم سنجیدہ ہو گیا کیوں کہ چار سانپ غلاموں کی طرح اس کے سامنے

جھکے ہوئے تھے۔ سپیرا اسی طرح بے ہوش پڑا تھا۔ ناگ نے چاروں سانپوں کو حکم دیا کہ وہ فوراً اہراموں میں جائیں اور اندر جا کر دیکھیں کہ ناگ کی بہن کیٹی کو وہاں آس پاس تلاش کریں۔ اس کی نشانی ناگ نے یہ بتائی کہ اس کے جسم سے ناگ کی ہلکی ہلکی بو آ رہی ہو گی۔

چاروں سانپ فوراً جھونپڑی سے نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد بے ہوش سپیرے کو ہوش آ گیا۔ اس نے جو اپنے سامنے ایک سانولے رنگ کے نوجوان کو دیکھا تو حیران ہو کر بولا: "تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میں نے تمہیں جھونپڑی میں بے ہوش پڑے دیکھا اور یہاں آ گیا کہ تمہیں ہوش میں لاؤں؟"

سپیرے نے ادھر اُدھر دیکھا اور بولا:

"میرے سانپ کہاں ہیں؟"

ناگ نے کہا:

"کون سے سانپ؟ میں نے تو نہیں دیکھے کوئی سانپ یہاں۔"

سپیرا بڑا سمجھ دار اور تجربہ کار تھا۔ اس نے ناگ کی آنکھوں کو غور سے دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا:

"سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تم کیوں پوچھتے ہو؟" ناگ نے کہا۔

سپیرا بولا:

"اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ تم کون ہو؟"

"پھر تمہیں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟" ناگ نے جواب دیا۔

سپیرا مسکرایا اور ناگ کا ہاتھ چوم کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! تم سے مل کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ لیکن ابھی ابھی یہاں ایک انسانی مکھی تھی۔ وہ کہاں چلی گئی؟"

اب ناگ مسکرایا اور کہنے لگا:

"وہ تمہارے سامنے کھڑی ہے۔"

سپیرا ناگ سے مل کر بہت خوش ہوا اور بولا کہ مجھے کوئی لالچ نہیں ہے۔ میری خواہش تھی کہ میں کبھی ناگ دیوتا کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ خدا کا شکر ہے کہ میری یہ خواہش پوری ہوئی۔

ناگ خاموشی سے سپیرے کی طرف دیکھ کر مسکراتا رہا۔

آگے کیا ہوا، جاننے کے لیے عنبر ناگ مار دیا کی
قسط نمبر ۸۲ ڈاکو سپاٹا اور عابد کا پتلا پڑھیے

عمران، ریحان ایڈونچر

سُناتا، جالانگ اور پادری

مصنف: اے حمید

- پاگل رابن ہڈ کیا چاہتا تھا؟
- مورچے میں موجود لڑکی کون تھی؟
- عمران نے نرس کا رُوپ کیوں دھارا؟
- جیل، شکنجہ، پھانسی کی کوٹھڑی اور پادری۔
- عمران موت کے مُنہ سے کیسے نکلا؟

اِن سب سوالات کے جوابات کے لیے عمران ریحان ایڈو
کی کہانی "سُناتا، جالانگ اور پادری" پڑھیے، شائع ہو گ

قیمت: پانچ روپے

نیا مکتبہ اقراء

۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK



عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی
پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

۱۔ ریشم سے ملاقات ۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا ۵/-
۳۔ مندر کی پجارن ۵/-
۴۔ پُراسرار غار کی موت ۵/-
۵۔ ناگ لندن میں ۵/-
۶۔ تابوت میں سانپ ۵/-
۷۔ موت کا وار ۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام ۵/-
۹۔ سانپ کی آواز ۵/-
۱۰۔ ناگ کا قتل ۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ۵/-
۱۲۔ پنجہ کا ہاتھ ۵/-
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت ۵/-
۱۴۔ ڈراؤنا سوکس کا جزیرہ ۵/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ۵/-
۱۶۔ انسانی بلی ۵/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل ۵/-
۱۸۔ ماریا اور بن مانس ۵/-
۱۹۔ قبرستان انسان ۵/-
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام ۵/-
۲۱۔ ناگ اور جادوئی نرسنگل ۵/-
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ ۵/-
۲۳۔ لاکش کی چیخ ۵/-
۲۴۔ آسیب کی رات ۵/-
۲۵۔ ۹۹ میٹر سونے کا [illegible] ۱۵/-

۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۵/-
۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ ۵/-
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش ۵/-
۲۹۔ بابل کی بدروحیں ۵/-
۳۰۔ قبر کی لرزیں (ناول) ۷/۵۰
۳۱۔ آدھی گھوڑا آدھا انسان ۵/-
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ ۶/-
۳۳۔ [illegible] ۶/-
۳۴۔ مُردوں کی تہہ زادی ۶/-
۳۵۔ سانپوں کا دربار ۶/-
۳۶۔ قبر اور دُلہا بیچ ۶/-
۳۷۔ عقرب بیوتا کی پجاری ۶/-
۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ ۶/-
۳۹۔ عنبر لاہور میں ۶/-
۴۰۔ چڑیلوں کی مملکت (ناول) ۱۲/-
۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا ۶/-
۴۲۔ رات کا کالا کفن ۶/-
۴۳۔ کٹہ رات کی چڑیلیں ۶/-
۴۴۔ عمیا ماؤس اور ناگ ۶/-
۴۵۔ ماریا سانپ کی موت ۶/-
۴۶۔ ناگ ناگ ہو گیا ۶/۵۰
۴۷۔ خون کی آبشار ۶/۵۰
۴۸۔ شیشے کے تھرتھراتے کنول ۶/۵۰
۴۹۔ خونی نرسنگی ۶/۵۰
۵۰۔ کچھ چڑیلوں کا اصل [illegible] ۱۵/-

۵۱۔ ماریا قوتِ ارادی بن گئی ۶/۵۰
۵۲۔ خون کی پیاس ۶/۵۰
۵۳۔ ناگ اور سپیرے ۶/۵۰
۵۴۔ پتھر کی آنکھ والا سانپ ۶/۵۰
۵۵۔ ناگ اور ناگن رنگا رنگ ۶/-
۵۶۔ چار پُراسرار سپیرے ۶/-
۵۷۔ لمبا ریاری کی موت ۶/-
۵۸۔ خفیہ مشن کی تلاش ۶/-
۵۹۔ موت کا وار ۶/۵۰
۶۰۔ اور قبر کھل گئی ۶/۵۰
۶۱۔ لاش کا دو سر جسم ۶/-
۶۲۔ ماریا قاتل ہو گئی ۶/-
۶۳۔ خانہ کعبہ کا قوتی سانپ ۶/-
۶۴۔ ماریا اور گمی کی لاش ۶/۵۰
۶۵۔ نیلی قبر کا طلسماتہ ۶/۵۰
۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-
۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۶/-
۶۸۔ کیلی پھانسی کے تختے پر ۶/۵۰
۶۹۔ عنبر اگلوتھلی میں اتر گیا ۶/-
۷۰۔ ریوی ہر ڈسنک کے آڑدھے ۶/-
۷۱۔ عنبر کا سرکٹ گیا ۶/۵۰
۷۲۔ جیکپور خان لاہور میں ۱۰/-
۷۳۔ دیوی قتلام پر قربان کر دی ۶/-
۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی ۶/۵۰
۷۵۔ رنج اور شیطان کا [illegible] ۱۵/-

ملنے کا پتہ : مکتبہ اقرأ ۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸